لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

٨١٩٦

یہ ہے اسلامی مساوات کا نمونہ

(بعثت نبوی سے پہلے) شاہانہ حکومتوں میں بادشاہ اور شاہی خاندان کے افراد قانون کی زد سے مستثنی تھے۔ مگر یہاں یہ حال تھا کہ ہر قانونِ الٰہی کی تعمیل کا اصل نمونہ اس کا رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ اگر نعوذ باللہ اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو تو ان کے لئے دوہری سزا ہے۔ ایک بار ایک مخزومی خاتون فاطمہ بنت قیس نے چوری کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا چونکہ وہ معزز خاندان کی بی بی تھیں۔ صحابہؓ کو یہ گراں گذرا اور انھوں نے آپؐ کی خدمت میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ذریعہ سے سفارش کرانی چاہی، آپؐ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کی قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ جب کوئی معمولی آدمی کوئی جرم کرتا تھا تو اس کو اس کی سزا دی جاتی تھی۔ مگر جب وہی جرم بڑے رتبہ کے لوگ کرتے تھے تو ان کو چھوڑ دیتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی یہ جرم کرتی تو میں یقیناً اس کا ہاتھ کاٹتا۔

ایک بار آپؐ صحابہؓ کو مال تقسیم فرما رہے تھے ایک آدمی آیا اور حرص کے مارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ٹوٹ پڑا۔ آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی۔ آپؐ نے اس سے کونچ دیا جس کی وجہ سے اس کے چہرے پر زخم آگیا۔ آپؐ نے دیکھا تو اسی وقت فرمایا کہ آؤ اور مجھ سے قصاص لو۔ لیکن اس نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ میں نے معاف کر دیا۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
(سیرت النبی جلد ہفتم ص)

فی شمارہ ۶ روپے | سالانہ ۱۳۰ روپے | ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020
FORTNIGHTLY
Principal off : 372336
Guest House : 323864
TAMEER-E-HAYAT
NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)
Rs 6

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبو دار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ، عرق گلاب و دیگر عطریات کی۔
IZHAR AHMAD & SONS
Perfumers
CHOWK, LUCKNOW-3
ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں
SHOP. 255257
RES. 268898
خط و کتابت کا پتہ
اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش
سونے چاندی کے زیورات کیلئے
ہمارا نیا شوروم
گہنہ پیلس
حاجی عبد الرؤف خاں، حاجی محمد نعیم خاں محمد معروف خان
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

تعمیر حیات میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے
MAU CITY
AFZALS
مئو کا بنا
درد، زخم، چوٹ کٹنے جلنے کی مشہور دوا
نورانی تیل
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یوپی)

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹو کرامک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈیکس ریزی لینس، فینسی باڈر و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)
شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۶	۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء مطابق ۶ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ	شمارہ نمبر ۱۰

۸۱۹۶
۱۲۸۱۴۶

زیر نگرانی:-
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسئول:-
شمس الحق ندوی

مجلس ادارت:-
مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ——— ۱۳۰ روپے
فی شمارہ ——— ۶ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک:-
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک
——— ۳۰ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک:-
بحری ڈاک جملہ ——— ۱۵ ڈالر

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ ۱۳۰ روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

خط و کتابت کا پتہ

مینیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

گذارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ——— مینیجر

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ تعلیم کا مختصر خاکہ

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ ——— ترجمہ: ——— شمس الحق ندوی

قسط نمبر ۸

امام بخاریؒ نے معاذ بن عبد الرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ ابن ابان نے ان کو بتایا کہ عثمان بن عفان کے لئے وضو کا پانی لے کر آیا، وہ چوکی پر بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے اچھی طرح وضو کیا پھر فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مجلس میں وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے آپ نے خوب اچھی طرح وضو کیا پھر فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا پھر مسجد آیا اور ایسی دو رکعت نماز پڑھی جس میں دنیاوی چیزوں کا خیال نہ لایا اور پھر بیٹھ گیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں راوی کہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوکہ میں نہ رہو[1]

ایک مرتبہ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر امامت فرمائی تاکہ سب لوگ آپ کی نماز کے طریقہ کو اچھی طرح دیکھ لیں آپ کی نماز کو دیکھ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظروں کے سامنے نماز ادا کرنے کی حالت کا مشاہدہ کر کے نماز سیکھ لیں۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے (الفاظ بخاری کے ہیں کہ) سہل بن سعد ساعدی نے کہا کہ "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ منبر پر کھڑے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کیا اور تکبیر کہی یعنی تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز کی نیت باندھ لی آپ کے پیچھے لوگ بھی کھڑے ہو گئے، آپ نے قرات فرمائی اور رکوع کیا آپ کے پیچھے لوگوں نے بھی رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور ایڑی کے بل منبر سے نیچے اتر آئے اور سجدہ کیا، سجدہ کے بعد پھر منبر پر چڑھے، اور قرات فرمائی اور رکوع کیا رکوع سے سر اٹھایا اور ایڑی کے بل پھر منبر سے زمین پر آئے اور زمین پر سجدہ کیا جب فارغ ہو گئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگو! یہ ہم نے اس لئے کیا ہے تاکہ تم ہماری اقتدا کرو ہم جس طرح نماز پڑھتے ہیں اس کو سیکھ لو"۔ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو عملی نماز سکھانے کے لئے ایسا فرمایا۔

ابو داؤد نے وضو کے بیان میں چربی دار گوشت چھونے اور اس کے دھونے اور ابن ماجہ نے کتاب الذبائح (باب السلخ) میں روایت کیا ہے الفاظ ابن ماجہ کے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "آپ ایک غلام کے پاس سے گذرے جو ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہٹو، تاکہ میں تم کو کھال اتار کر دکھا دو کہ کیسے اتاری جاتی ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد اور گوشت کے درمیان اپنا ہاتھ داخل کیا، دست مبارک کو اتنا اندر داخل کیا کہ بغل تک ہاتھ چھپ گیا، پھر فرمایا اس طرح کھال اتارو اس کے بعد آپ چلے گئے، نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا[2]

[1] یعنی پچھلے گناہوں کی معافی کو ہر قسم کے گناہوں پر محمول نہ کر (یعنی حقوق العباد اور گناہ کبیرہ اس سے نہ معاف ہوں گے۔

[2] وضو نہ فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے ہاتھ بھی نہ دھویا ہو مطلب یہ ہے کہ یہ عمل ناقض وضو نہیں۔

اے نام محمد صل علیٰ

ماہر القادری

کچھ کفر نے فتنے پھیلائے کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اٹھی انسان سے انساں ٹکرائے
پامال کیا برباد کیا کمزور کو طاقت والوں نے
جب ظلم و ستم حد سے گزرے تشریف محمدؐ لے آئے
رحمت کی گھٹائیں لہرائیں، دنیا کی امیدیں بر آئیں
اکرام و عطا کی بارش کی، اخلاق کے موتی برسائے
تہذیب کی شمعیں روشن کیں اونٹوں کے چرانے والوں نے
کانٹوں کو گلوں کی قیمت دی ذروں کے مقدر چمکائے
اللہ سے رشتہ کو جوڑا، باطل کے طلسموں کو توڑا
خود وقت کے دھارے کو موڑا طوفاں میں سفینے تیرائے
تلوار بھی دی قرآں بھی دیا دنیا بھی عطا کی عقبیٰ بھی
مرنے کو شہادت فرمایا جینے کے طریقے سمجھائے
مکہ کی زمیں اور عرش کہاں دم بھر میں کہاں پل بھر میں کہاں
پتھر کو عطا کی گویائی اور چاند کے ٹکڑے فرمائے
مظلوموں کی فریاد سنی مجبوروں کی غمخواری کی
زخموں پہ خنک مرہم رکھے بیچین دلوں کے کام آئے
عورت کو حیا کی چادر دی غیرت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی کردار کے جوہر چمکائے
توحید کا دھارا رک نہ سکا اسلام کا پرچم جھک نہ سکا
کفار بہت کچھ جھنجھلائے شیطاں نے ہزاروں بل کھائے
اے نام محمد صل علیٰ ماہر کے لئے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے۔

اس شمارے میں

۱	درس حدیث	شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ	۲
۲	لمحات دعا (اداریہ)	ع ۔ ع ۔ ن	۵
۳	پیام انسانیت	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۷
۴	مصالحت بقائے حق کے ساتھ	مولانا ابوالکلام آزادؒ	۸
۵	امت اسلامیہ کی خصوصیت	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۰
۶	جرمن خاتون	مسعود حسن حسنی	۱۳
۷	اجتہادی مسائل	مولانا سید سلمان حسینی ندوی	۱۶
۸	پڑوسیوں کے حقوق	علامہ حجازی ابراہیم	۱۸
۹	رابطہ ادب اسلامی کی رپورٹ	آفتاب عالم ندوی	۲۰
۱۰	فرش کا مکیں عرش تک رسائی (نعت)	رشید کوثر فاروقی	۲۵
۱۱	سوال وجواب	مطیع الرحمٰن عوف ندوی	۲۶
۱۲	عالمی خبریں	سعید اشرف ندوی	۲۷
۱۳	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۸
۱۴	مسلمانوں سے خطاب (نظم)	قمر رام نگری	۳۰
۱۵	اللہ اکبر	شیخ علی طنطاوی	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی Rs. 15/- کے حساب سے زرضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا مکمل سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/-
بیرونی صفحہ Rs. 40/-
۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O. Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH-(K.S.A)

برطانیہ
MR. M. AKRAM NADWI
O.C.I.S.
St. cross college
Oxford 0x1 3TU-U.K.

ساؤتھ افریقہ
MR. M. YAHYA SALLO NADWI SB.
P.O. Box No. 388
Vereninging
(S. AFRICA)

قطر
MR. ABDUL HAI NADWI SB.
P.O. Box No. 10894
DOHA-QATAR

دبئی
MR. QARI ABDUL HAMEED NADWI SB.
P.O. Box No. 12525
DUBAI- (U.A.E.)

پاکستان
MR. ATAULLAH SB.
Sector A-50, Near sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI-31 (PAKISTAN)

امریکہ
DR. A.M. SIDDIQUI SB.
98-Conklin Ave
Woodmere
NEW YORK 11598 (U.S.A.)

اداریہ

لمحاتِ دعا

اس وقت جب کہ پیش نظر تعمیر حیات کا شمارہ مرتب ہو چکا ہے، اور پریس بھیجے جانے کی آخری تاریخ ہے۔ ہم اللہ کے عاجز و درماندہ بندے اضطراب و اضطراب اور امید و بیم کے نازک ترین مرحلے سے گذر رہے ہیں۔ مخدوم و مربی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ پر ایک جزوی فالج کا حملہ جسم مبارک کے دائیں جانب ہوا ہے، ہوش و حواس قائم اور دماغ ہر طرح حاضر، یادداشت بدستور قائم ہے۔ لیکن ضعف، عمر کا تقاضہ اور مرض کا حملہ اندیشوں کو خطرہ کے نشان سے قریب کر رہا ہے، لکھنؤ اور دہلی کے مشہور اور ماہر فن اطباء (ڈاکٹروں) کے مشورہ سے آپ کے خاص معالج ڈاکٹر نظر احمد صاحب شب و روز وہ تمام تدبیریں کر رہے ہیں جو ممکن ہیں، البتہ ڈاکٹر صاحبان کی یہ رائے حضرت نے قبول نہیں فرمائی کہ آپ کو دہلی لے جاکر اپولو میں داخل کر دیا جائے، حکومت کے اعلیٰ ذمہ داروں نے ہوائی جہاز کی پیشکش کی تھی، اس کے علاوہ متعدد خدام اس طرح کی خدمت کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں، مولانا محمد رابع میاں جو حضرت کے لئے بمنزلہ فرزند کے ہیں اور اپنے خاندان میں حضرت کے بعد سب سے بڑے ہیں، اس پر راضی ہو گئے تھے، مگر خود حضرت مولانا مدظلہ نے سختی کے ساتھ اس بات کو نامنظور کر دیا۔ اس موقع پر دوسرے نیازمندوں اور خدام کا احساس بھی یہی ہے کہ روشن ضمیر، صاحب نسبت، بندۂ خدا کی مرضی کو اپنی مصلحت بینی پر مقدم رکھنا چاہئے۔

ایک صاحب عزیمت کی زندگی کا ہر دور امت کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ اس مرض و عجز اور نقاہت میں بھی نماز باجماعت اور اسباغ وضو کا جو اہتمام ہے وہ صرف خاصانِ خدا ہی کا حصہ ہے۔

مگر سب تدبیریں اور معالجے ایک طرف، اصل قوت کا سرچشمہ، ناتواں کا سہارا، عاجز و محتاج بندوں کی طاقت کا خزانہ دعا و ابتہال ہے، الحمد للہ آج ہزاروں مسجدوں میں دعائیں ہو رہی ہیں، حرمین شریفین میں مخلص و اہل تعلق بندے دعائیں کر رہے ہیں، سیکڑوں کی تعداد میں بزرگ و احباب آ رہے ہیں، سب کی نگاہیں اللہ کی رحمت کی طرف لگی ہے۔ بقول بہت سے نیازمندوں اور مسترشدین کے، حضرت کے لئے صحت کی دعا در اصل امت کے لئے دعا ہے۔

مولانا کی زندگی ملت اسلامیہ کے ترکش کا آخری تیر ہے، عالم اسلام کی آبرو ہے، رحمت خداوندی کا خوشنما مظہر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سایۂ رحمت کو تادیر قائم رکھے۔

"لا ملجأ ولا منجا من اللہ إلا إليه"

ادارتی نوٹ

حضرت والا کی علالت کی خبر ملتے ہی مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء (جو ابھی چند دنوں قبل دارالعلوم سے حجاز گئے تھے) اور جناب عثمان بھائی انجینیر جو حضرت کے بیرونی سفروں میں حضرت کی راحت رسانی کے لئے برابر ساتھ رہتے ہیں مجاز مقدس سے تشریف لائے۔

حضرت کے بمبئی کے میزبان خصوصی غلام محمد صاحب عرف محمد بھائی مالک آندھرا ٹرانسپورٹ اطلاع ملتے ہی لکھنؤ کے لئے جو پہلی فلائٹ ملی اس سے آگئے، ناگ پور سے مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب مع رفقاء تشریف لائے، بنگلور سے ضیاءاللہ شریف، جعفر شریف، حاجی موسیٰ کے صاحبزادہ حسن موسیٰ، امیر جان سید محمد میری اور دیگر احباب ہندیہ فلائٹ عیادت کے لئے پہونچے اور مولانا ریاض الدین فاروقی ناظم مدرسہ کاشف العلوم مع کئی اساتذہ عیادت کو پہونچے، بھوپال سے مولانا لقمان ندوی، ..... مولانا عبداللہ صاحب مغنیسی اجراڑہ سے مع رفقاء آئے، باندہ سے حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحبؒ کے صاحبزادہ مولانا محمد حبیب صاحب مع رفقاء کے تشریف لائے، اور رائے پور، بہرائچ، سہارنپور، دہلی، مرادآباد سے دیگر علماء کرام عیادت کو پہونچے۔ قرب وجوار کے اضلاع رائے بریلی پرتاب گڈھ، بارہ بنکی، بستی سے عقیدتمندوں کی آمد کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ جہاں کہیں اطلاع پہونچی مساجد میں حضرت مولانا مدظلہ کے لئے دعاء صحت کا اعلان ہوا اس وقت دارالعلوم پر عجیب کیفیت طاری ہے، کارکنان دارالعلوم اساتذہ و طلباء سبھی ہر ہر لمحہ حضرت کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بیتاب رہتے ہیں، ملک وبیرون ملک سے خیریت معلوم کرنے کے لئے فون کا سلسلہ جاری ہے، حرمین شریفین میں بھی دعائیں ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت بخشے اور حضرت مولانا جو بقول عرب علماء کے "برکۃ العصر" ہیں اس برکت کو امت مسلمہ پر تادیر قائم رکھے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

عید قرباں کا پیغام

رئیس الشاکری

انزہ

حضرت انساں کی فطرت مذہب اسلام ہے
حکمت و دانائی سے لبریز ہے ہر ہر اصول
"عید قرباں" کی عزیمت پہ نظر فرمایئے
"قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری"
برکتوں کے ساتھ لیجئے "عید قرباں" آگئی
اہل دانش فکر فرمائیں عیاں ہو جائے گا
شاہد بزم یقیں کی آنکھ مل جائے اگر
"عید قرباں" سے ہمیشہ کے لیے بے فیض ہے
جان جس کی ہے اسی کے واسطے دیدیجئے

مالک کونین کا کتنا بڑا انعام ہے
گویا حکمت سے عبارت مذہب اسلام ہے
خود نظر آئے گا کیا شے حکمت اسلام ہے
اس نظر کو کیا نظر آئے جو اب تک خام ہے
جس کا ہر لمحہ مسلماں کے لیے انعام ہے
"عید قرباں" بندگی کا خوبصورت نام ہے
دیکھئے پھر "عید قرباں" رسم خوش انجام ہے
جذبۂ ایثار و طاعت میں اگر ناکام ہے
ہر ادائے "عید قرباں" میں یہی پیغام ہے

"عید قرباں" جذبۂ طاعت کی مظہر ہے رئیس
ہم مسلمانوں پہ خونریزی کا کیوں الزام ہے۔

یک طرفہ بات سُن کر کوئی رائے نہ قائم کرنا چاہیئے

(امام) شعبی کہتے ہیں "میں قاضی شریح کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت اپنے خاوند کے خلاف شکایت لے کر آئی۔ عدالت میں حاضر ہوئی۔ اپنا بیان دیتے ہوئے اس نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ مجھ پر اس کی آہ و بکا کا بہت اثر ہوا اور میں نے قاضی شریح سے کہا۔" ابوامیہ! اس عورت کے رونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یقیناً" مظلوم اور بے کس ہے اس کی ضرور دادرسی کرنی چاہیئے۔ میری یہ بات سن کر (قاضی) شریح نے کہا "اے شعبی! یوسفؑ کے بھائی بھی انہیں کنویں میں ڈالنے کے بعد اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے ہی آئے تھے۔

مصنف لکھتا ہے کہ قاضی شریح بہت ہنس مکھ اور زندہ دل انسان تھے اور اپنے فیصلوں میں بھی اسی زندہ دلی کا ثبوت دیتے تھے۔

(مسلمان قاضیوں کا بے لاگ عدل ص۵)

پیام انسانیت

ہم ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ

خدا کے نزدیک انسان بڑا پیارا ہے آدمی کا آدمی ہونا یہ سب سے بڑی کوالیفیکشن ہے۔ اس کے علاوہ اسے اور کسی کوالیفیکشن کی ضرورت نہیں۔ آدمی جس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اسی وقت اس کے سر پر دنیا کی سلطنت کے ولیعہدی کا تاج رکھ دیا گیا، ہم انسان کو ہر چیز پر ترجیح دیں۔ ہم ایک دوسرے کی قدر کریں۔ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ ایک دوسرے کے لٹریچر کلچر، سسٹم، سوسائٹی، ریلیجن کو ایمانداری کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں۔

ہزار برس سے ہندو مسلم بھائی اس دیش میں رہتے ہیں، پڑوسی ہیں، دیوار سے دیوار ملی ہے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ایک دوسرے کی ابتدائی باتیں بنیادی چیزیں بھی نہیں جانتے۔

اس کی ایک مثال دیتا ہوں، ایک مرتبہ میں ٹرین میں چند ساتھیوں کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ نماز کا وقت ہوا۔ ہم نے جماعت سے نماز پڑھی۔ جب ہم نماز میں رکوع اور سجدے میں جاتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ سفر کرنے والے ایک ہندو بھائی نے جو پڑھے لکھے آفیسر تھے۔ نماز کے بعد پوچھا۔

"مولوی صاحب! آپ جب نماز پڑھتے تھے تو کیا اکبر بادشاہ کو یاد کرتے تھے؟"

ملک میں ہر جگہ مسجدیں ہیں، ہر وقت اذان، نماز میں اللہ اکبر کی آواز آتی ہوگی۔ لیکن انھوں نے کبھی خیال نہیں کیا کہ پوچھیں اللہ اکبر کا مطلب کیا ہے؟ اسے کیوں بولا جاتا ہے؟ اسی طرح ہمارے ہندو بھائیوں کی بہت سی ایسی باتیں ہوں گی جن کی جانکاری ہمیں ہونی چاہیئے۔ بغیر کسی اہانت کے یہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

ہم ایک دوسرے کو سمجھیں، ہمدردی محبت، تعلق پیدا ہو۔ ملنے جلنے سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس میں بڑے فائدے ہیں ہمارے درمیان سوشل تعلقات ہونے چاہئیں مجھے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کیا سوچتے ہیں۔ آپ کا مذہب کیا کہتا ہے۔ آپ بھی میرے بارے میں جانیں۔ میرے مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ غیر ممالک میں ہم ہندوستانی بڑی محبت سے ملتے ہیں لیکن اپنے وطن میں نہیں ملتے۔

میں جب امریکہ میں تھا اور میری آنکھ کا آپریشن ہوا تھا۔ تو اس ہاسپٹل کے ایک ہندو ڈاکٹر میرا ہندوستانی نام دیکھ کر ملنے آئے۔ اور روزانہ بڑی محبت سے ملتے رہے۔ یہ صرف وطن کا رشتہ تھا جو پردیس میں محبت کی سوغات بن گیا ہے۔ یہ بات وطن میں تو اور زیادہ ہونی چاہیئے یہ بہت نامناسب بات ہے کہ آدمی دوسرے آدمی سے ڈرے یا اسے شک کی نگاہ سے دیکھے۔

آج تمام دنیا میں یہی ہو رہا ہے ۱۹-۲۰ کا فرق ہے، کوئی ملک یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ۔ ہماری سوسائٹی آئیڈیل IDEAL سوسائٹی ہے پوری انسانی سوسائٹی کرپٹ ہو رہی ہے۔ اس میں بغاوت ہے۔ بے چینی ہے۔ CONFUSION ہے، FRUSTRATION ہے، سب پریشان ہیں کوئی مطمئن نہیں، سکھی نہیں۔ اس وقت تمام دنیا کا اور تمام طبقوں کا یہی حال ہے، اوپر کے طبقہ والے یہ نہیں سوچتے کہ ہماری قیمت نیچے کے طبقہ والوں سے وابستہ ہے۔

انسان اور جانوروں میں فرق ہے۔ جانور روز مارے جاتے ہیں کوئی بغاوت نہیں ہوتی، لیکن ایک انسان مارا جائے تو کھلبلی مچ جاتی ہے، ایک آدمی کسی جرم میں گرفتار ہوتا ہے تو ساری سوسائٹی میں چرچا ہوتا ہے ہماری فطرت میں، ہمارے NATURE میں ایک دوسرے کا احساس، ایک دوسرے سے تعلق کا جذبہ قدرت نے رکھا ہے احساس کی یہ دولت اس لئے دی گئی ہے کہ ہم اس سے صحیح کام لیں، اپنے ملک کو اور پورے انسانی سماج کو تباہی سے بچائیں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آئیں۔

ملک کی ناؤ جو منجدھار میں گھر کر ڈانواں ڈول ہو رہی ہے، اس کو بچانے کے لئے اپنا کچھ وقت لگائیں۔ پیسے کا حرج کریں اپنے پیسے کو خرچ کریں، اپنی خدمات کو پیش کریں۔

(پیام انسانیت)

مصالحت بقائے حق کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ فنائے حق کے بعد

● مولانا ابوالکلام آزاد علیہ الرحمۃ

میں قرآن حکیم کی بعض آیات اور آغازِ اسلام کے ایک واقعہ کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اسلام نے حق پرستی کی جو تعلیم دی ہے وہ دنیا کے موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ قرآن حکیم اور اسوۂ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمیں حق کا اصول بتلایا ہے ایک طرف تو یہ تعلیم دی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے تمہیں مخالفوں کے ساتھ نرم دل بنا دیا ہے کہ باوجود اس کی سختی و تساوت کے تم حسن اخلاق و صبر و تحمل سے پیش آتے ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی تمہارے پاس نہ آتا۔

دوسری جگہ حکم دیا۔ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ! باطل پرستوں کے ساتھ نہایت سختی کرو۔ کہ وہ نرمی کے مستحق نہیں!

پہلا موقع تو عام طور پر حسن خلق، کشادہ روئی صبر و تحمل، نرمی، طبیعت، تہذیب لسان و لہجہ سخن کا تھا۔ اس لئے داعی اسلام کے ان اوصاف کو رحمت الٰہی قرار دیا۔ لیکن دوسرا موقع حق و باطل، صدق و کذب، اور ایمان و کفر کے مقابلے کا تھا۔ فرمایا کہ جس قدر سختی کر سکتے ہو کرو کہ عین عدل و اخلاق ہے۔

چنانچہ سورۂ قلم میں ایسی نرمی کو جو حق و صداقت کے خلاف ہو اور راہ عدالت سے منحرف کر دے۔ "مداہنت" کے لفظ سے تعبیر فرمایا:

بعض کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو کر آئے اور کہا کہ بہتر ہے کہ ہم میں اور آپ میں ایک راضی نامہ ہو جائے۔ آپ جو کچھ تعلیم دینا چاہتے ہیں دیجئے لیکن صرف اتنا کیجئے کہ ہمارے بتوں کو اور ہماری بت پرستی کو برا نہ کہئے۔ اس کے بدلے میں ہم آپ کو مال و دولت سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ بلکہ حجاز کا بادشاہ تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار ہیں

لیکن اس نے جو نہ صرف ریگستان عرب کا بلکہ تمام بر و بحر عالم کی ہدایت کا شہنشاہ ہونے والا تھا۔ بے ساختہ جواب دیا۔

لو جئتموني بالشمس حتى تضعوها في يدي ما سالتكم غيرها (بخاری)

عرب کی بادشاہت تو کیا شئے ہے؟ اگر تم سورج کو بھی آسمان سے اتار کر میری مٹھی میں رکھ دو جب بھی میں سوائے کلمۂ حق کے دوسری بات منظور نہ کروں گا۔

خدا تعالیٰ نے اسی مصلحت اور نرمی کی خواہش کی نسبت فرمایا: وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ۔ یہ باطل پرست کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ اعلان حق میں نرمی کرتو وہ بھی تیرے ساتھ نرمی کریں گے، حالانکہ کفر کو راضی رکھ کے ایمان کی دعوت کبھی نہیں دی جا سکتی فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ پس ان لوگوں کی خواہشوں کی اطاعت نہ کرو جو حق و عدالت کو جھٹلانے والے ہیں!

رؤسائے قریش مکہ کی طرح آج ہمارے سامنے بھی ایک قوی و طاقتور گروہ موجود ہے جو چاہتا ہے کہ حق کے اعلان، خیر کی فریاد، اور عدل کی طلب میں ہم نرمی کریں، اور پھر وعدہ کرتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو وہ بھی ہمارے ساتھ نرمی کرے گا۔

حضرت ابوطالب کے مکان پر روسائے قریش نے داعی اسلام سے کہا تھا کہ وہ سب کچھ کہیں۔ مگر ان کے بتوں کو برا نہ کہیں۔ یہی شرط مصالحت ہے ٹھیک اسی طرح ہم سے بھی کہا جاتا ہے کہ تم سب کچھ کہو مگر ان بتوں کو برا نہ کہو جو خدا پرستوں کو اپنا غلام بنا رہے ہیں۔ یہی صلح کا طریقہ ہے۔ لیکن اگر یہی طریقہ ہے تو سوال یہ ہے کہ اس کے چھوڑ دینے کے بعد ہمارے پاس اور کیا باقی رہ جاتا ہے جو کہیں گے؟ حق تو وہی تھا جو تم چاہتے ہو کہ تم سے صلح کر کے دے دیں۔ جب وہ دے دیا گیا تو اس کے بعد باطل و کفر کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ۔

ابوطالب کے دل میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت تھی مگر قوت ایمانی نہ تھی (صحیح بخاری کی اسی حدیث میں ہے کہ بول اٹھے: اس میں کیا حرج ہے اگر آپ ان کے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں)"

آج کل بھی میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعض احباب ہیں جن کے دل میں سچائی کا ایک ولولہ تو ضرور ہے لیکن ایمان کی وہ قوت نہیں ہے جو سچائی کی راہ میں دکھ اٹھانے کی ہمت بخش سکے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر آزادی کا ولولہ خدا پرستی اور تعلیم اسلامی کی راہ سے نہیں آیا ہے۔ بلکہ محض دوسروں کی دیکھا دیکھی اور حریت خواہ قوموں کے تقلیدی جذبہ کی بنا پر۔

بہر حال اس مصلحت کی خواہش نے انہیں ڈگمگا دیا وہ یا تو کفر کی دلفریبی سے مرعوب ہو گئے یا مصیبتوں اور آزمائشوں کے تصور سے ڈرا دیئے گئے۔ نفس خادع جو ہمیشہ ایسی قوموں کی تاک میں

رہتا ہے، اب بولنے لگا ہے، اور ضعف ایمانی دھوکہ دیتا ہے کہ اس میں ہرج کیا ہے؟ آخر وقت و مصلحت بھی تو کوئی چیز ہے؟ پولیٹکل کاموں میں نرمی و گرمی دونوں ہوتی ہیں۔ کام کے لئے پہلی شئے فرصت ہے اگر ہم نہ رہے تو ہماری تمام باتیں بھی نہ رہیں گی۔ بہتر ہے کہ سر دست اس "مصالحت" کو مان لیں اور نرمی کریں تاکہ ہمارے ساتھ بھی نرمی کی جائے وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ!

لیکن افسوس کہ میرے نادان دوست نہیں سمجھتے کہ "مصالحت" بقائے حق کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ فنائے حق کے بعد نرمی کے یہ معنی ہیں کہ کسی کام کو سختی سے نہ کیجئے، نہ یہ کہ سرے سے کیجئے ہی نہیں؟ سچائی کے ساتھ اگر کچھ ہے تو دیدیجئے پر سچائی کے اندر جو کچھ ہے وہ کیونکر دیا جا سکتا ہے؟ کسی شئے کا غلاف آپ بدل سکتے ہیں، لیکن جب تک اس کی محبت آپ کے اندر ہے۔ خود اسے دوسری شئے سے نہیں بدل سکتے پھر حق کی راہ میں مرعوبیت اور خوف ایسا ہی ہے۔ جیسے دریا میں کپڑوں کے بھیگنے سے گریز۔ آپ سے کس نے منت کی تھی کہ آگ سے کھیلئے؟ انکاروں کو مٹھی میں لینے کا دعویٰ ہے تو آبلہ پڑنے کی شکایت کیوں کی جاتی ہے؟ راحت پرستوں کو چاہیئے کہ کانٹوں پر چل کر پاؤں چھلنے کی شکایت نہ کریں۔ بلکہ اس خارزار میں سرے سے قدم نہ رکھیں:۔

غافل مرو کہ تا در بیت الحرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت ست

یہ سمجھنا کہ کام کے لئے عافیت و فرصت ضروری ہے" پتہ ہے مگر اس آلہ راحت پرستی کے استعمال کا یہ موقع نہیں۔ اگر آپ حق اور عدالت کا کام کر رہے ہیں تو صرف کام کیجئے۔ اس کی فکر نہ کیجئے کہ ہمارے بعد کیا ہوگا؟ سچائی اور راست بازی کل کی فکر سے بے پرواہ ہے۔ اس کا بیج کبھی بھی شرمندۂ دہقاں و کاشتکار نہیں ہوا۔ وہ خود ہی پھوٹتا ہے، اور اپنی پرورش کے لئے خود اپنے اندر آبِ حیات رکھتا ہے بالفرض اگر اسے اپنی نشو و نما کے لیے پاسبانوں کی ضرورت ہے تو آپ اس کی فکر کو اپنی راحت جوئیوں کے لیے حیلہ نہ بنائیں۔ اگر آپ نہ ہوں گے تو آپ کی جگہ خود بخود ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے جو آپ سے کام میں بہتر اور تعداد میں زیادہ ہوں گے۔

گماں مبر کہ تو چوں بگذری جہاں بگذشت
ہزار شمع بکشتند و انجمن باقی ست!

اور غور کیجئے تو جس چیز کو آپ سچائی کی موت سمجھتے ہیں وہی تو اس کے لئے زندگی کا آبِ حیات ہے۔ اگر حق کا بیج آپ کے دامن میں ہے تو زمین کے سپرد کر دیجئے۔ اور ہو سکے تو اپنے خون کے دو چار قطرے بھی اس پر چھڑک دیجئے کہ یہی اس کے لئے آبِ پاشی ہے اس کے بعد آپ کا فرض ختم ہو گیا۔ اب وہ حق نواز اور صداقت پرور اپنے کھیت کی خود نگرانی کرے گا جواب بھی ویسا ہی نگرانی کرنیوالا ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے۔

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ آمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (سورۂ ملک ۲۹)

یہ "مصالحت" اور "نرمی" کی خواہش نہیں ہے بلکہ ایمان سے ارتداد، حق سے انحراف کی دعوت ہے۔ فنعوذ باللہ من شر ھذا شر اعداء الحق وائمۃ الکفر!! (۳۱۹)

اب سے تیرہ سو بتیس برس پہلے جب اسی "مصالحت" کو آئمہ کفر و نائبین شیاطین نے پیش کیا تھا۔ تو اسلام کے داعی اول نے حق اور صداقت پرستی کے ایک شہنشاہانہ استغنا کے ساتھ یہ کہہ کر بے باکانہ رد کر دیا تھا۔

لو جئتموني بالشمس حتى تضع في يدي ما سالتكم غيرها! اگر تم میں ایسی قدرت و طاقت پیدا ہو جائے کہ تم آسمان سے سورج اتار کر میری ہتھیلی پر رکھ دو جب بھی طلب حق کے سوا تم سے اور کچھ نہ چاہوں گا۔ اور وہی کہوں گا جو کہہ رہا ہوں!!

پھر آج بھی اس مقدس داعی حق کا کوئی سچا فرزند ہے جس کو حق کا پاک اور مبارک عشق اسلام کے ورثاء میں ملا ہو، جو ویسے ہی کبر صداقت ویسے ہی عظمت حقانی، ویسے ہی شان صمدانی، اور بالکل اسی طرح شہنشاہوں کے سے استغنا اور تجاہل دل کی سی ہیبت و جبروت کے ساتھ بلا خوف و تزلزل اس مصالحت کفر خواہ اور اس اتحاد باطل اندیش کو اعلانیہ ٹھکرا دے اور اپنی مولت الٰہی اور دبدبۂ ملکوتی سے ارواح و ملائکہ حقانیت اور ملاء علیین صداقت کو غلغلہ حمد و ثنا سے جنبش میں لے آئے؟

زمین کے حق پرست انسان اور آسمان کے فرشتے دونوں اس کے منتظر ہیں۔

خیز و در کاسۂ زر آب طرب ناک انداز
پیش ازانے کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
عاقبت منزل ما وادی خاموشاں ست
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز

(نگارشات آزاد)

(بقیہ) امت اسلامیہ کی خصوصیت

دنیا کے ہر سرے اور ہر مقام سے اس کو اپنی عبادت کا رخ بناتے ہیں، اور اس عبادت گاہ کی مرکزیت کو اپنے ذہن میں رکھنے کی پابندی کرتے ہیں۔ (جاری)

(بقیہ) اجتہادی مسائل

فرمایا تھا" میں نے ان سے زیادہ حاضر جواب اور صحیح جواب دینے والا، اور مکمل طور پر پرکھنے والا نہیں دیکھا۔ (جاری)

لے فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۲ ص ۲۴۴۔ ۲۴۵
لے فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۴ ص ۱۹۵۔ ۱۹۶
لے فتاوی ابن تیمیہ۔ ج ۲۲۔ ص ۲۴۵
لے فتاوی ابن تیمیہ۔ ج ۲۰ ص ۳۶۵۔ ۳۶۶

امت اسلامیہ کی خصوصیت و ذمہ داریاں

(قسط ۲)

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

آخری صحیفۂ سماوی اور جامع و مکمل شریعت

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی بنا کر بھیجے گئے اور ان کی نبوت کے جامع اور تا قیامت ہونے کے مطابق ان کو جو کتاب دی گئی وہ کتاب بھی انسان کی دینی و اخلاقی تربیت کے لئے جامع بنائی گئی اور جو احکام دینی دیئے گئے وہ بھی جامع اور مکمل دیئے گئے، اور یہ طے کر دیا گیا کہ گذشتہ عہد میں عہد بہ عہد قوموں کے فرق سے ان کے دینی احکام میں جو تغیر و تبدل کیا جاتا رہا تھا اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی، اب دنیا کی ترقی اور حالات میں تبدیلی ایسی نہیں ہوگی کہ اس کے لئے احکام بدلے جائیں، اب تو احکام ایسے دیئے جا رہے ہیں جو برابر قائم رہ سکیں گے اور سب کے لئے ابدی ہوں گے، چنانچہ نبی کی زندگی کے آخری سال یہ اعلان کر دیا گیا "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (سورۃ المائدہ - ۳) کہ اب تمہارے لئے میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت کو بھرا کر دیا، اور اسلام ہی کو بحیثیت دین کے پسند کیا، اس طرح اسلام کو خدا کا پسندیدہ اور ساری انسانیت کے لئے آخری اور مکمل دین قرار دیا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ" کہ اب اسلام ہی اصل دین ہے "وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ" کہ اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا تو اللہ کے یہاں قبول نہ ہوگا۔ اس طرح اب ساری انسانیت کے لئے صحیح راستہ کی رہنمائی اسی دین سے طے قرار پا گئی جو آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پروردگار کی طرف سے بتایا گیا، اور انھوں نے اپنی اس آخری امت کو بتایا، اور اس میں سب کی فلاح رکھی گئی، اور پروردگار نے اپنے بندوں کے لئے جن کی زندگیوں میں نسلاً بعد نسلٍ صلاحیت اور خصوصیات کا کوئی بنیادی اور بڑا فرق نہیں ہوتا ہے یہ طے کر دیا کہ ان سب انسانوں کو اب ایک ہی رہنمائی میں چلنا ہے جو کہ ان کے حالات و تغیرات کے لحاظ سے بھی ضرورت کے مطابق ہوگی، اس طرح یہ اشارہ دیدیا گیا کہ اب عہد بدل گیا نیا عہد جامعیت کا حامل ہے اس لئے کہ اس نئے عہد کی ترقیات ساری انسانیت کو ایک کنبہ میں تبدیل کر دینے والی ہیں جن میں آپس میں ربط اور واقفیت کی شکلیں بھی قریب کر دینے والی ہیں، اس میں الگ الگ حالات کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

علم کی وسعت و ترقی اور اسمیں امت مسلمہ کا مقام

اس عہد کی دوسری خصوصیت علم کی ترقی و وسعت ہے، چنانچہ انسانی تاریخ میں علم میں اتنی وسعت کبھی نہیں ہوئی کہ تقریباً سارے انسانوں میں عام ہو جائے جتنی وسعت اس عہد میں ہوئی اور اس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کی بات جاننے اور ایک کا دوسرے تک بات پہونچانے کا کام بہت آسان ہو گیا کہ اگر کسی ایک جگہ سے آواز لگائی جائے تو پورے عالم میں پہونچ سکتی ہے، اس سہولت کی بنا پر بھی اس عہد کے لئے ایک ہی نبی جو جامع خصوصیات اور وسیع النظر اور کامل الصفات ہے سب کے لئے کافی ہے، جہاں تک علم کا تعلق ہے تو اس میں کمال کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کی ابتدا "اقرأ" "یعنی پڑھو سے ہوئی، پھر اس میں قلم اور کتابت (لکھنا) خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، مزید یہ بات قابل ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کو علم کی طرف توجہ کیا اور اس کے رواج کی فکر کی اور علم کے طلب کرنے والے کی بڑی فضیلت بتائی چنانچہ اسلام کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ علم بھی پھیلتا چلا گیا اور یہ اس امت کی اہم خصوصیت ثابت ہوئی کہ وہ علم والی امت ہے اور اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچائے اس طرح اس امت کے ذریعہ علم کو بہت ترقی اور عروج حاصل کرنا تھا اور انسانی زندگی کے ایسے ایسے حقائق دریافت کر لینے تھے جو انسان کی فلاح و صلاح کے لئے ضروری ہے، علم کی اہمیت و افادیت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے آغاز کے ساتھ ظاہر کر دیا گیا، قرآن مجید کی پہلی سورۃ کا پہلا لفظ "اقرأ" آیا کہ پڑھو اور اس کے بعد متصلاً آیت میں خدا تعالیٰ نے انسان کو علم عطا کرنے کو اپنی نعمت کے طور پر ظاہر کیا اور اس میں قلم کا خصوصیت سے ذکر کیا، اور اس کو علم کے فروغ کا ذریعہ قرار دیا اور متوجہ کیا کہ اس نعمت کی قدر کے ساتھ اسی کی عبادت کی جائے پھر اس کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طرف توجہ دی اور اس کے حصول کے لئے انتظام کی فکر کی جس کے نتیجہ میں علم اس امت کی دلچسپی کا خاص موضوع بنا، چنانچہ اس امت کے آغاز کے بعد

صرف دو تین صدیوں کے اندر یہ امت علم کے اس مقام پر پہونچ گئی کہ جس میں پوری دنیا میں اس کا کوئی ثانی نہیں رہا، اور علم میں یہ امت کمال کے مقام پر پہونچ کر ساری دنیا کی معلم اور استاد بنی اور اس نے اپنی اس برتری کو چھ صدی تک برقرار رکھا چنانچہ ساتویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک سب سے زیادہ علم رکھنے والی اور علم کو فروغ دینے والی امت یہی امت رہی، اور مسلمانوں کے علمی کارنامے صرف مذہبی دائرے میں نہیں بلکہ لٹریچر میں سائنس میں اور تجرباتی علوم میں ممتاز اور نمایاں رہے طب، ہیئت، ریاضی سے لیکر جغرافیہ اور جہاز رانی تک، نظم و انتظام سیاست اور حکومت اور فن حرب تک یہ کارنامے پھیلے ہوئے ہیں پھر ان مختلف علوم میں تحقیق کو اس مقام تک پہونچایا کہ پرانے حقائق میں ترمیم اور نئے حقائق کا اضافہ کیا اور مذہبی علوم میں تو وہ کمال پیدا کیا جس میں کوئی دوسری قوم نہ پہلے مثال پیش کر سکی ہے اور نہ بعد میں اس کی مثال سامنے آئی، تفسیر قرآن، علوم حدیث اور شریعت اسلامی میں اسلامی سرمایہ کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں ملتی، موجودہ ترقی سابقہ قوموں یعنی مغربی دنیا کی قوموں نے عصری اور طبعیاتی علوم میں جو ترقی کی اس کا آغاز انھوں نے امت مسلمہ کی تعلیم گاہوں، مصنفوں اور عالمین علم سے فیض اٹھا کر کیا، اس فیض کے اثرات آج کی علمی ترقیات کی بنیادوں میں صاف طریقے سے محسوس کئے جا سکتے ہیں، اس امت کے علمی کمال نے بھی اس کو ساری امتوں کی گواہ بننے کا حقدار بنایا، اس لئے کہ قدیم عہد کی معلومات اس تک اس کے نبی کے ذریعہ اور آسمانی کتاب کے ذریعہ پہونچی ہیں، اور نئے عہد میں پیدا ہونے والی قوموں کے متعلق وہ اپنی علمی صلاحیت و واقفیت و ترقی کی بنا پر صحیح طور پر واقف ہوتی ہے اور اسی راہ سے وہ نئے عہد کے سارے انسانوں کو وہ اللہ کا پیغام پہونچا سکتی ہے۔

دعوت حق کی وسعت

اور اس عہد میں ذرائع نشر و ابلاغ کے آسان ہو جانے کی وجہ سے کوئی پیغام ایک جگہ مکمل ڈھنگ سے دیا جائے تو سب جگہ پہونچ جاتا ہے اس طرح امت کی نظر اور اس کا پیغام تمام عالم کے تمام گوشوں تک پہونچ جاتا ہے، اور یہ بات بھی اس کو امت وسط کی ذمہ داری پوری کرنے میں معاون بنتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مزید یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے کہ اس کے داعی اور رہبر دنیا کے ہر خطہ میں پہونچے اور ان کے ذریعہ پیغام الٰہی ہر جگہ پہونچا ایسی صورت میں جن لوگوں نے اسلام کی دعوت کو جاننے اور حق کی آواز کو سننے سے اپنے ذہن و دماغ بند کر لئے تو اس کی ذمہ داری انہی پر آتی ہے ان کو اس بے توجہی پر معاف نہیں کیا جا سکتا اور ان کے ناواقف رہنے کا عذر آخرت میں قابل قبول نہیں ہو سکتا اور اس کی شہادت امت اسلامیہ قیامت کے روز دے سکے گی کہ دنیا کے تمام لوگوں اور قوموں تک پیغام حق پہونچا تھا اس پیغام کے پہونچانے کا ذریعہ یہ امت بنی اور اسی خصوصیت کی بنا پر اس امت کو خیر امت کہا گیا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ" (سورہ آل عمران - ۱۱۰) کہ تم بہترین امت ہو لوگوں کے لئے (سارے عالم کے لئے) بھیجے گئے ہو، تم لوگوں کو اچھی باتوں کی ہدایت کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اس امت میں اس امت کے خیر امت ہونے کے ساتھ اس کی طرف سے اصلاح کا کام اور حق کی کارکردگی کئے جانے کے تذکرہ کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اس نے اپنی عملی زندگی کو ایمان سے آراستہ کیا فرمایا "وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ" اللہ پر ایمان رکھتے ہو جس کا مطلب ہے تم دل سے مانتے اور اعلیٰ معیار کا عمل اختیار کرتے ہو۔

امت کی فرض شناسی اور علم و عمل کی جامعیت

یہ آیت اس امت کے اس مقام کو بھی ظاہر کرتی ہے کہ یہ امت برتر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی اخلاقی اور عملی زندگی میں بھی اعلیٰ اور اکمل ہے، یہی وہ صفات ہیں جو اس امت کے مقام بلند کی تشریح کرتے ہیں، بلندی کے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے باکمال خصوصیات اور درمیانی یعنی مرکزی جگہ کی حامل قوم نبی اسی بات نے، اس امت کو اس مقام کا حقدار بنا دیا کہ وہ دوسروں کی نگراں بنائی جائے، اور دوسروں کی گواہ قرار دی جائے، گواہ اس بات پر کہ اس کی معاصر قوموں نے حق کی آواز کو سن کر حق کو مانا کہ نہیں مانا، گذشتہ قوموں کے احوال اس امت کو اس کے نبی کے ذریعہ پہونچ چکے اور دین کے سلسلہ میں پروردگار کو جو تکمیل کرنی تھی وہ بھی کی جا چکی اور مزید یہ کہ دونوں نذکورہ باتوں کا علم اور تفصیلی معلومات کے محفوظ رہنے کا جو انتظام کر دیا گیا ہے وہ بھی دنیا کی ہر امت کے مقابلہ میں زیادہ اور اکمل ہے، اور نئی قوموں کے حالات موجودہ علمی وسائل کی وسعت و ترقی کی بنا پر اس سے مخفی نہیں اس لئے اس سے بہتر قوموں کے حالات کی گواہ اور کوئی دوسری امت نہیں ہو سکتی تھی اور ہی خود یہ امت تو اس پر اس کے نبی کو گواہ بنایا گیا جنہوں نے اپنے عہد کے افراد امت کو خود دیکھا،

اور اپنے بعد آنے والے افراد امت کا حال دی کے ذریعہ جانا، اس طرح سے اس امت کے لئے وہ آیت پوری مصداق ہے جس میں فرمایا گیا۔ "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" (سورۃ البقرہ۔۱۴۳) اور ہم نے بنایا تم کو درمیانی اور بلند امت تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنیں۔ اب رہی یہ بات کہ اس امت نے اپنی ذمہ داری کو کہاں تک ادا کیا، اور اپنے مقام کے مطابق کس حد تک عمل کیا تو تاریخ بتاتی ہے کہ بڑے خاصے پیمانہ پر اور وسعت کے ساتھ اس کام کو اس نے بقدر امکان انجام دیا تاریخ کے واقعات اور جدید عہد میں امت کی کارکردگی کے واقعات اس کے گواہ ہیں کہ مسلمان داعی اور رہبر ہر جگہ پہونچے، اور حق کی آواز دور دور پہونچائی اور اس طرح پر حجت قائم کی۔

اس باکمال اور بلند امت کے نبی بھی ایسے ہوئے کہ ان کو اللہ نے سارے عالم کے لئے اور قیامت تک کے لئے نبی بنایا، اور ان کو بھی عالمی سطح پر پیغام حق عالم کے چہار طرف پہونچانے کا ذریعہ بنایا۔

امت وسط کا مرکز بھی شہر وسط

اللہ تعالیٰ نے اس امت وسط یعنی مرکزیت رکھنے والی امت کے نبی کو ایسے شہر میں مبعوث فرمایا کہ جس کو آباد دنیا کے مرکز اور درمیانی ہونے کی بنا پر وسطیت کا مقام حاصل ہے، اور وہیں سے اس امت وسط کا آغاز ہوا، یہ شہر مکہ ہے جو ساری دنیا کے معمور علاقوں کے درمیانی جگہ پر واقع ہونے اور امت اسلامیہ کے لئے بھی مرکزیت کا مقام رکھنے کی خصوصیت کا حامل ہے، عبادت واطاعت الٰہی کا مرکز قبلہ ہے اللہ کی عبادت کے لئے بنائے جانے والے گھروں میں سب سے پہلے اسی کو بنایا گیا جس کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا، "اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ"۔ (سورہ آل عمران۔۹۶) اور پہلا گھر جو رکھا گیا (بنایا گیا) لوگوں کے لئے یعنی اللہ کی عبادت کے لئے وہ ہے جو بکہ (مکہ) میں ہے جو بابرکت اور سارے جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔

سارے جہانوں کے لفظ سے یہ صاف اشارہ ملتا ہے کہ مکہ مکرمہ کا بیت اللہ صرف ایک (اپنے) قبلہ یا ایک ملک یا ایک علاقہ یا ایک زمانہ کے لئے نہیں، بلکہ سب کے لئے اور تا قیامت مرکز عبادت ہے اور رہے گا، امت مسلمہ کا آغاز اسی گھر سے ہوا، اور تا قیامت اس کے اس کی وابستگی رہے گی، اور یہ گھر سارے جہانوں کے لئے مرکز ہدایت رہے گا، ساری قوموں اور سارے جہانوں کا مرکز اور مرجع ہونے کی بنا پر دنیا کے سارے علاقوں سے اس کے تعلق و وابستگی کی ضرورت تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سب کے لئے آسان بنا دیا، جس کو قرآن مجید میں فرمایا گیا "وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى"۔ (سورۃ البقرہ۔۱۲۵) اور جب کہ ہم نے بیت اللہ کو عام لوگوں کے پہونچنے کی جگہ بنایا، اور ان کے لئے امن کی جگہ بنایا، اور تم اس جگہ کو اپنی جائے نماز بناؤ جہاں ابراہیم کھڑے ہوئے تھے۔

امت اسلامیہ کا رشتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو اسی امت پر مکمل اور دائمی قرار دیتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کا بنیادی تعلق طے فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ عظیم شخصیت ہیں جو خود بڑے نبی اور اپنے بعد آنے والے نبیوں کے مورث ہیں اور خالص اللہ کی عبادت کے قائم کئے جانے والے پہلے گھر کو باقاعدہ تعمیر کرنے والے، اور اس کو تعمیر کر کے اللہ کے حکم سے وہاں آنے اور وہاں سے وابستہ ہونے کا پہلا اعلان عام کرنے والے نبی ہیں اور یہ سب انھوں نے اللہ کے حکم سے کیا، قرآن مجید میں اللہ کے اس حکم کا ذکر یوں فرمایا گیا" وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ"۔ (سورۃ الحج۔۲۷) کہ (لوگوں میں) یعنی سارے انسانوں میں مکہ عبادت کی غرض سے آنے کی آواز لگا دو، لوگ تمہارے پاس پہونچیں گے، پیدل بھی کمزور سواریوں پر بھی، جو طرح طرح کی گہری کھائیوں سے گزر کر آئیں گی، اس کے ساتھ اس امت کے نبی آخر الزماں کو یہ بتایا گیا کہ آپ کو اس برگزیدہ نبی حضرت ابراہیمؑ جو آپ کے جد مورث بھی ہیں کے مشروع کئے ہوئے راستہ پر چلنا ہے، فرمایا "وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا" اس طرح ایک طرف مکہ کے بیت اللہ پورے عالم کے لئے دین حق کا مرکز اور ماویٰ وملجا ہوا۔ اور دوسری طرف شہر مکہ امت وسط کے لئے دین وسط کا مقام وسط بنا، اور وسط کا لفظ جو اپنے لغوی معنوں کے اعتبار سے مرکزیت توسط اور برتری کا مفہوم رکھتا ہے، یہاں پر مذکورہ بالا خصوصیات کی وجہ سے تینوں پر منطبق ہوا اور یہ امت اسلامیہ کے مقام وسط سے مطابقت رکھنے کی مناسبت سے اس کے عبادت خانہ کو قیامت تک تمام اہل حق کی عبادت اور نماز کے قبلہ کا مقام حاصل ہوا، چنانچہ اللہ کی بندگی واطاعت قبول کرنے والے

(باقی ص ۹ پر)

جرمن خاتون کا قبول اسلام

ترجمہ: مسعود حسن حسنی

آئندہ سطروں میں ایک جرمن خاتون نے اپنے اسلام لانے کی سرگذشت بیان کی ہے جس میں مستشرقین کی مکارانہ باتوں کی طرف بھی اشارہ ہے اس لئے مستشرقین کے حقیقت پر مختصراً روشنی ڈالنا ضروری معلوم ہوا کہ یہ صلیبیوں کی ایک مکارانہ سازش تھی جو مستشرقین کا نام دے کر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے لئے کی گئی۔

مستشرقین ان مغربی عالموں کو کہتے ہیں جو علوم مشرقیہ حاصل کریں، علماء الغرب لعلوم الشرق، حقیقتاً مستشرقین کا مقصد علوم مشرقیہ کے حصول سے کسب علم نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلام کے نقائص کو ابھارا جائے اور اسلام کو توڑ مروڑ کر غلط انداز میں پیش کیا جائے تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کی غلط تصویر آئے۔

چنانچہ یورپ میں عربی زبان کی تعلیم اور دوسری مشرقی زبانوں کی تعلیم پر جو توجہ دی گئی وہ کسب علم کے لئے نہیں تھی بلکہ اس سے کلیسا اور اس کی سرپرستی میں یورپی اداروں کی حکمت عملی یہ تھی کہ مسلمانوں کو عقیدۃً عیسائی بنا دیا جائے تاکہ یہ مستشرقین عربی زبان سیکھ کر قرآن وحدیث میں نقائص بیان کریں۔ اور اسلامی عقائد میں غلط افکار کو شامل کریں۔

استشراق غزو فکری کی قسم سے ہے، غزو فکری کہتے ہیں فکری جنگ کو کہ جب یورپ غزو فکری سے مایوس ہو گیا کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو شکست نہیں دی جا سکتی ہے کیونکہ ان میں ایمانی جوش وجذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اسلام کی خاطر اپنی جانوں کو قربان کر لینے کا عزم کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے مغرب کو شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

چنانچہ اپنی فتح سے مایوس ہو کر مغربی مفکرین، شہنشاہوں اور ارباب کلیسا نے یہ تجویز رکھی کہ مسلمانوں کے افکار کو بدل دیا جائے، اور ان کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنا دیا جائے، اور ان کو اسلامی تہذیب سے دور کر دیا جائے تبھی ان کو شکست دی جا سکتی ہے۔

چنانچہ قدیس لویس جو کہ فرانس کا بادشاہ تھا اور قائد حملۃ الصلیبی تھا۔ پہلا یورپی شخص ہے جس نے بار بار شکست کھانے کے بعد غزو فکری کی طرف منتقل ہونے کی وصیت کی تھی۔ اس نے یہ وصیت کی کہ ہم تجربہ کر چکے ہیں کہ جب ہم حملہ کرتے ہیں تو مسلمانوں میں جذبۂ ایمانی پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ فتحیاب ہوتے ہیں۔ اس نے لکھا کہ ہمیں ان جذبات کے سوتوں کو خشک کرنا پڑے گا۔ مگر اس وصیت پر عمل نہیں ہو سکا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ۱۲۵۲ء کا واقعہ ہے، لیکن اس کے بعد جب پادری کو اس وصیت کی طرف متوجہ کیا گیا تو تبشیری مدارس قائم کئے گئے جہاں باقاعدہ اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پھر ان بشرین کو اسلامی ملکوں میں بھیجا جاتا تھا۔ جو غزو فکری کا کام انجام دیتے تھے۔

جہاں تک اندلس میں استشراق کی ابتداء کا تعلق ہے تو وہاں ۱۱ھ میں جب کہ صلیبیوں کا مسلمانوں پر حملہ سخت ہو چکا تھا استشراق کی ابتداء ہوئی کہ اس وقت فشار کے بادشاہ (میشیل سکوت) نے مسلمانوں کے علوم اور ان کی تہذیب کے سلسلہ میں بحث وسباحثہ کی دعوت دی۔ اور پھر کلیساؤں کے بعض پادریوں کو جمع کیا۔ اور بعض عربی کتابوں کے انگریزی زبان میں ترجمے کرانے شروع کئے۔ اور دوسری طرف طلیطلہ کے بوپ (ریمون اول) نے ترجمہ کے سلسلہ میں بڑی سرگرمی دکھائی جس کے نتیجے میں یورپ کی یونیورسٹیوں میں متعدد عربی کتابیں پڑھائی جانے لگیں۔

اس کے جو نتائج سامنے آئے وہ مغربی مفکرین کے لئے بہت اندوہناک تھے۔ چنانچہ مغربی مفکرین کہتے ہیں کہ اس کے جو نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے وہ نتائج برآمد ہوئے ہیں جو ہمارے آباء واجداد بڑی بڑی جنگوں سے بھی برآمد نہیں کر سکے ہم نے مسلمانوں کے ایمانی جذبہ کو ختم کر دیا۔ ان کے اندر سے جہاد کی روح نکال دی ان کو خرافات کا

قصور زیادہ ہے جو اسلامی اسکول اور مدارس کے ہوتے ہوئے اپنے بچوں کو لادینیت و الحاد کے عمیق غاروں میں ڈھکیل رہے ہیں جو ان کے لیے موجب سوال ہے۔

> • قرآن کے مطالعہ کے بعد مجھ پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہوئی جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ نصرانیت صحیح نہیں ہے۔ اسلام ہی دین حق ہے اور فطرت و عقل سے مطابقت رکھتا ہے۔

• جرمن خاتون الکسندرا براؤن بہت کم عمری میں اسلام لائیں۔ اس وقت تک ان کی کسی مسلمان سے ملاقات تک نہیں ہوئی۔ ان کی عمر ۱۲ سال تھی۔ اور وہ سکنڈری تعلیم کے مرحلے میں تھیں ان کے اسلام لانے کا قصہ عجیب وغریب ہے۔

وہ اپنے اسلام قبول کرنے کی کہانی اس طرح سناتی ہیں۔ میں ۱۹۵۰ء میں مغربی جرمنی کے اس علاقہ میں پیدا ہوئی جو دوسری عالمی جنگ کے اختتام کے بعد مشرقی یورپ سے نکلے گئے ان پناہ گزینوں کے لئے مخصوص تھا جن کا تعلق اقلیت سے تھا۔ میں بچپن ہی سے اپنے کو غیر محفوظ سمجھتی تھی میرا خاندان کہنے کو تو کیتھولک کلیسا کا تابع تھا۔ لیکن حقیقت میں میرے خاندان والے بے دین تھے۔ اسی وجہ سے مذہب کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا اور تنہا رہنے اور بہت زیادہ غور وفکر کرنے نے مجھے اس نتیجہ پر پہونچایا کہ اس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے۔ اور وہ ہمارا محاسبہ کرنے والا ہے چنانچہ ہمارے لئے ایسی زندگی گزارنا لازم ہے جو اخلاقی قدروں کا تابع ہو۔

اسی احساس نے میرے اندر دین صحیح کی تلاش کی فکر پیدا کی، میں کلیسا جاتی لیکن مجھے سکون نہیں ملتا تھا۔ میں اسکول جاتی اور انجیل پڑھتی، اور بہت زیادہ کتابیں بھی پڑھتی تھی چنانچہ یہی مطالعہ میرا زاد راہ تھا۔ مختلف تہذیبوں اور ادیان کے سلسلے میں میرا مطالعہ جاری رہتا اس مطالعہ سے مجھے مشرقی تہذیبوں، خاص طور سے اسلامی تہذیب سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ میں نے اسلامی عقائد کو بڑھا۔ اور کافی حد تک ان سے متاثر بھی ہوئی، اور آخر اپنے خاندان والوں سے میں نے مطالبہ کیا کہ مجھے قرآن کا ترجمہ اور سیرت رسول اکرمؐ فراہم کی جائیں۔

قرآن کا ترجمہ

۱۹۶۳ء کی کرسمس کی شام کو مجھے قرآن شریف کا ترجمہ اور سیرت رسولؐ کا ایک نسخہ دستیاب ہوا جن کا بڑے شغف کے ساتھ میں نے مطالعہ کیا، دو گھنٹے تک مسلسل قرآن کے معانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرتی رہی اور تقریباً نصف شب کے وقت مجھ پر عجیب وغریب احساس طاری ہوا۔ اور مجھے محسوس ہوا جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ نصرانیت صحیح نہیں ہے اور مجھ کو اسلام قبول کر لینا چاہیئے، صرف اسلام ہی دین حق ہے۔ اور وہی فطرت وعقل سے مطابقت رکھتا ہے۔ لیکن میرے خاندان والوں نے ان افکار کی تصدیق نہیں کی۔ اور انھوں نے اس کو عشق ومحبت میں مبتلا ہونے کا گمان ہوگیا

میں اسلام کا مطالعہ کرتی رہی لیکن افسوس کہ مجھ کو اکثر وہ کتابیں حاصل ہوئیں جو مستشرقین کی لکھی ہوئی تھیں جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں میرے اندر غلط معلومات کا اضافہ کیا۔ مثلاً میں نے پڑھا کہ اسلامی حکومت میں پردہ منسوخ کر دیا گیا ہے جیسا کہ کمال اتاترک نے ترکی میں کیا

لندن کا اسلامی مرکز

ان سالوں کے دوران جس میں میرے دل نے تو اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن مجھ کو نیک اور عامل مسلمانوں سے ملنے کا موقع نہیں مل سکا تھا کہ میں ان کے ذریعہ اسلام کی حقیقت سے آشنا ہو سکوں، اور فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان سے معلومات حاصل کروں، میں اس وقت تک نماز پڑھنا نہیں جانتی تھی، لیکن ۱۹۶۸ء میں کچھ طالبات کے ساتھ انگریزی کی تصحیح کے لئے جب لندن کا سفر ہوا تو اس سفر کے دوران مجھے اسلام سے واقفیت کا موقع مل گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے لندن میں ایک اسلامی مرکز کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔ وہاں جاکر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ انھوں نے عبادات اور مسائل اور اسلامی احکام سیکھنے کے لئے بعض کتابیں مجھ کو دیں، اور ان سب میں سب سے اچھی بات یہ ہوئی کہ جامعہ ازہر کے شیخ، شیخ حسن اباتوری سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ علاج کی غرض سے لندن آئے ہوئے تھے۔ انھوں نے مجھے مصر دیکھنے کی دعوت دی۔ اور جامعہ ازہر سے عربی زبان سیکھنے اور قرآن کی تعلیم کے لئے موقع فراہم کیا۔

اور میں پہلی مرتبہ ۱۹۶۹ء میں قاہرہ پہونچی اور جامعہ ازہر میں گئی اور (مدینۃ النصر) میں کلیۃ البنات میں میرا داخلہ ہوگیا۔

جس نے عربی زبان میں تعلیم مکمل کرنے اور قرآن و اسلامی کتابیں پڑھنے کی صلاحیت پیدا کر دی۔

مستشرقین اسلام کو ناپسند کرتے ہیں۔

گیارہ مہینے کے بعد میں اپنے ملک واپس ہوئی اور علوم مشرقیہ کے ادارہ میں داخلہ لیا جہاں میرے اساتذہ اکثر جرمن مستشرق تھے جو اسلام سے بغض وکینہ رکھتے تھے لیکن اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اسی لئے میرے لئے اس وقت تک جب تک کہ میں اپنی تعلیم مکمل کر کے (M.A) کی ڈگری حاصل نہ کر لوں اپنے اسلام کو چھپانا ضروری تھا۔ میں مشرق وسطیٰ اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے ان مسلمان طلبہ سے جو جمعہ کے دن نماز کی ادائیگی کے لئے جمع ہوتے تھے ملی، اور انھوں نے ہی بعض مصری طالب علموں سے میرا تعارف کرایا۔ اور ان ہی میں ایک مصری جوان تھا جو ڈاکٹریٹ کر رہا تھا۔ میں اس سے متعارف ہوئی اور اس کے اخلاق سے بہت متأثر ہوئی جس سے مسلمانوں کے بارے میں جو بدگمانی تھی وہ دور ہوئی۔ آخر کار مصری سفارتخانہ میں ہم نے شادی کر لی۔ اور میں نے اپنا نام الکسندرا سے تبدیل کر کے کریمہ رکھا اور جرمنی میں میرے شوہر کے ڈاکٹریٹ کر لینے کے بعد ہم اس کے ساتھ ہی مصر میں زندگی گذارنے کو ترجیح دی۔ اس لئے کہ وہ ایک اسلامی ملک ہے جہاں اپنے عقیدہ کے اظہار کے لئے مجھے کسی مشکل کا سامنا نہیں ہوگا۔

۱۹۸۹ء میں اللہ کے فضل سے اپنے شوہر کے ساتھ میں نے عمرہ کی ادائیگی کی اور مدینہ منورہ کی زیارت کی ۱۹۹۰ء میں حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس وقت مصر کی یونیورسٹی میں میرے شوہر پروفیسر ہیں آخر میں میں قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میرے اوپر اس کا بڑا فضل ہے اور مجھ کو ہدایت سے سرفراز فرمایا۔

دعا کرتی ہوں کہ اس دین صحیح پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(بشکریہ الدعوۃ)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کی مسلم خواتین کے لئے بہترین کتاب

خواتین اور دین کی خدمت

• اسلام میں خواتین کا مقام و مرتبہ • دینی ترقی میں خواتین مردوں سے پیچھے نہیں • علم کی اشاعت میں خواتین کی خدمات اور ذمہ داریاں • ماحول اور معاشرہ کی اصلاح خواتین زیادہ کر سکتی ہیں۔ نئی نسل کو خواتین کس طرح اسلام اور ایمان پر قائم رکھ سکتی ہیں، اسی کے ساتھ حضرت مولانا کی والدہؒ کے وہ تربیتی خطوط شامل کتاب ہیں جو انھوں نے حضرت مولانا کو تعلیم کے دوران لکھے تھے۔

خوبصورت طباعت۔ قیمت ہدیہ ۲۵ روپے صرف

ناشر:

مکتبہ اسلام ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین، گوئن روڈ لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

اجتہادی مسائل میں اعتدال کی راہ

تحریر: ڈاکٹر صلاح العبادی — ترجمہ: مولانا اسلام الحسینی ندوی

(قسط نمبر ۳)

گذشتہ تفصیل سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اختلافی مسائل میں قولاً اور عملاً بعض علماء سے جو نکیر منقول ہے اس کی وجہ کیا ہے، مثلاً امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے شطرنج کھیلنے والے پر نکیر منقول ہے کیونکہ اس سلسلہ میں دوسری رائے کمزور اور شاذ ہے۔ امام ابن تیمیہ نے تفصیل سے اس موضوع پر گفتگو کی ہے، اور علامہ ابن مفلح نے اس کو اپنی کتاب "الآداب الشرعیہ" میں ذکر کیا ہے، انھوں نے لکھا ہے:

"یہ کہنا کہ اختلافی مسائل میں نکیر نہیں ہوتی، صحیح نہیں ہے اس لئے نکیر قول پر ہوگی یا عمل پر:

لہٰذا اگر قول سنت یا اجماع کے خلاف ہے، تو اس پر بالاتفاق نکیر ہوگی اور اگر ایسا نہیں ہے، تو ان حضرات کے ہاں جو اس کے قائل ہیں کہ صحیح رائے کسی ایک کی ہوتی ہے اس پر نکیر اس مفہوم میں ہوگی کہ اس کی کمزوری واضح کی جائے گی۔

اسی طرح اگر عمل خلاف سنت یا خلاف اجماع ہے تو اس پر بھی نکیر ہوگی۔ لیکن اگر مسئلہ کے بارے میں نہ کوئی صحیح حدیث ہو نہ اجماع اور اجتہاد کی گنجائش ہو تو پھر اس پر عمل کرنے والے پر نکیر نہیں ہوگی خواہ وہ مجتہد ہو یا مقلد۔

پھر انھوں نے اس مسئلہ میں پیدا ہونے والے اختلاف اور اشتباہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

اشتباہ اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اختلافی مسائل اجتہادی مسائل ہی کو کہتے ہیں، حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ اجتہادی مسائل میں اگر ایسی دلیل نہ ہو جس پر عمل واجب ہو مثلاً کوئی ایسی صحیح حدیث جس کے مخالف کوئی دوسری صحیح حدیث نہ ہو تو دلائل کے اختلاف یا دلائل کے واضح نہ ہونے کی وجہ سے اجتہاد کی گنجائش ہوتی ہے۔ [1]

علامہ ابن القیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں:

یہ کہنا کہ اختلافی مسائل میں نکیر نہیں کی جاتی درست نہیں ہے کیونکہ نکیر کبھی قول پر ہوتی ہے کبھی فتویٰ پر اور کبھی عمل پر۔ قول اگر خلاف سنت و اجماع ہے تو اس پر بالاتفاق نکیر کی جائے گی، اور ایسا نہیں ہے تو بھی قول کی کمزوری اور اس کے خلاف دلیل ہونے کو بیان کرنا بھی نکیر ہی ہے، اسی طرح عمل اگر خلاف سنت و اجماع ہے تو اس پر نکیر لازم ہے، کوئی فقیہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اختلافی مسائل میں نکیر نہیں ہوتی، جبکہ تمام فقہا اس پر متفق ہیں کہ قاضی کے فیصلہ کو اس وقت کالعدم قرار دیا جائے گا جبکہ وہ کتاب و سنت کے خلاف ہو، خواہ بعض علماء کی رائے سے متفق ہی کیوں نہ ہو، ہاں اگر مسئلہ سے متعلق صحیح صریح حدیث یا اجماع نہیں ہے، اور اجتہاد کی گنجائش ہے، تو پھر عمل کرنے والے پر نکیر نہیں ہوگی، خواہ مجتہد ہو یا مقلد۔ اس معاملہ میں خلط مبحث اس سے ہوتا ہے کہ اجتہادی مسائل اور اختلافی مسائل دونوں کو ایک سمجھ لیا جاتا ہے۔

صریح اور قطعی دلیل نہ ہونے کی شکل میں اجتہاد کی گنجائش ہوتی ہے، اب کسی عالم کا کسی مسئلہ کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ قطعی و یقینی ہے، اور اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے اخلاف کرنے والے پر طعن و تشنیع کے لئے کافی نہیں ہے، علمائے سلف اور خلف کا جن مسائل میں اختلاف ہوا ہے، اور ان کے اقوال میں سے کسی ایک قول کی صحت پر ہمیں یقین ہے، بہت سے ہیں۔

مثلاً حاملہ کی وضع حمل سے عدت پوری ہو جانا، ربا الفضل کا حرام ہونا، متعہ کی حرمت، نشہ آور نبیذ کی حرمت، سفر و حضر میں خفین پر مسح کا جواز، رکوع میں ہاتھوں کا گھٹنے پر رکھنا، رکوع کرتے اور اٹھتے ہاتھ اٹھانا، زمین و جائیداد میں حق شفعہ، انگلیوں کی دیت کا برابر ہونا، تین درہم کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹنا، مہر میں لوہے کی انگوٹھی دینا، تیمم میں ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر گٹوں تک ہاتھوں پر پھیرنا، میت کی طرف سے روزہ رکھنا، حاجی کا جمرۃ العقبہ پر کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہنا، حالت احرام میں عطر نہ لگانے اور پہلے سے لگائے ہوئے عطر کے باقی رہنے کا حکم وغیرہ وغیرہ، اس طرح کے بہت سے احکام ہیں جن میں اختلاف رائے ہے، اسی لئے ائمہ نے اس کی صراحت کی ہے کہ اس قسم کے بہت سے مسائل کے خلاف فیصلہ دینے والے قاضی کے حکم کو کالعدم قرار دیا جائے گا۔ لیکن اس کو انھوں نے طعن و تشنیع کا ذریعہ نہیں بنایا۔

کسی شرعی اور معتبر مصلحت کی بناء پر مفضول و مرجوح رائے پر عمل کرنا:

شریعت کی غرض و غایت یہ ہے کہ دینی

[1] الاختلافات الفقہیہ مولفہ محمد ابوالفتح البیانونی۔

وشرعی مصالح کی تحصیل و تکمیل کی جائے، اور مفاسد کے ازالہ اور تقلیل کی کوشش کی جائے، جب مصالح باہم متضاد سے محسوس ہو رہے ہوں تو بڑی مصلحت کو چھوٹی مصلحت پر ترجیح حاصل ہوگی، اور چھوٹے مفسدہ کے مقابلہ میں بڑے مفسدہ کے ازالہ کی کوشش کرنا ہوگی۔

اسی اصول کی بنیاد پر اگر اجتماعیت اور اتحاد اور اخوت اسلامی کی مصلحت کسی چھوٹی اور فروعی مصلحت سے متصادم ہو اور کسی مسنون یا مستحب کے ترک کرنے یا مرجوح فعل کے کرنے کی متقاضی ہو، تو اجتماعیت و اتحاد کی مصلحت کو ترجیح حاصل ہوگی۔

علمائے سلف کے اقوال اس سلسلہ میں کثرت سے ملتے ہیں، اور انھوں نے بے شمار مسائل میں اسی اصول پر عمل کیا۔

امام ابن تیمیہ نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی امام ایسے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے جو وتر میں قنوت کے قائل نہیں اور امام سے وہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو جوڑے رکھنے کے لئے وہ قنوت نہ کرے، تو امام کو چاہئے کہ وہ افضل کو ترک کر کے تالیف قلب اور اجتماعیت کی فکر کرے۔ [1]

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ

ائمہ کرام امام احمد وغیرہ کے نزدیک ایسی شکل میں بہتر یہ ہے کہ امام افضل کو ترک کرے مقتدیوں کی تالیف قلب کا خیال کرے، مثلاً اگر امام وتر دو سلام سے پڑھنے کا قائل ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ایک رکعت الگ پڑھے، اور مقتدی ایک سلام سے وتر پڑھنے کے قائل ہوں یعنی دوسری رکعت پر سلام نہ پھیرا جائے تو اس کو چاہئے کہ مقتدیوں کی رعایت رکھتے ہوئے اور اس مصلحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ وہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہ محسوس کریں وتر ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھے اسی طرح اگر اس کی رائے بسم اللہ جہراً پڑھنے کی ہو یا سراً اور مقتدیوں کی رائے اس کے خلاف ہو اور وہ تالیف قلب اور اتحاد و اجتماعیت برقرار رکھنے کی خاطر ان کی رائے کے مطابق نماز پڑھاتا ہے تو یہ جائز اور بہتر ہوگا۔ [2]

ایک اور موقع پر تحریر فرماتے ہیں:

لوگوں کے درمیان اتحاد برقرار رکھنے اور دل جوڑنے کے لئے اگر بعض مستحبات کو ترک کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ دین میں تالیف قلب کی شرعی مصلحت ان مستحبات پر عمل کی مصلحت سے زیادہ اہم ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ مقدسہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے طرز پر کرنا چاہا، لیکن لوگوں میں بدگمانی کے اندیشہ اور انتشار پیدا ہونے کے خیال سے ارادہ ترک فرما دیا، حضرت عبداللہ بن مسعود نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حالت سفر میں نماز مکمل پڑھنے اور قصر ترک کرنے پر اختلاف رائے ظاہر کیا، لیکن پھر ان کی امامت میں نماز مکمل پڑھی۔

غرض کہ امام اور مقتدیوں کی رائے میں اگر اختلاف مستحبات اور افضل اور راجح اور غیر افضل اور غیر راجح کے درمیان ہو تو بہتر یہی ہے کہ تالیف قلب اور اجتماعیت کے پیش نظر افضل ترک کر دیا جائے۔

اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ راجح بات بھی کبھی خاص شرعی مصلحت کی بنیاد پر مرجوح ہو جاتی ہے، اور جب جان بچانے کے لئے حرام کھانا ضروری ہو جاتا ہے، تو غیر افضل، کسی مصلحت شرعی کی بناء پر افضل ہو جائے تو کیا تعجب ہے۔ [3]

امام ابو یوسفؒ نے خلیفہ ہارون رشید کے پیچھے نماز پڑھی جبکہ پچھنا لگوانے کے بعد انھوں نے تجدید وضو نہیں کی تھی، اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جب ان سے دریافت کیا گیا، تو انھوں نے کہا کہ سبحان اللہ وہ امیر المومنین ہیں، یعنی اختلاف مسلک کے باوجود ان کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے جب اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے وضو کے واجب ہونے کا فتویٰ دیا، لیکن جب یہ پوچھا گیا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے تو فرمایا کیا تم امام مالکؒ اور حضرت سعید بن المسیبؒ کے پیچھے نماز نہ پڑھتے؟ [4]

ائمہ مجتہدین و فقہاء کے درمیان فقہی اختلافات کے باوجود ان میں اور ان کے تلامذہ میں رشتہ الفت و محبت کا ہی رہا، ایک دوسرے کے فضائل و مناقب بڑی فراخدلی سے انھوں نے بیان فرمائے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

حضرت مالکؒ میرے استاد ہیں میں نے علم ان ہی سے حاصل کیا، علماء میں وہ ستارہ کے مانند ہیں۔

انھوں نے ہی امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرمایا۔

لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں امام مالک نے امام ابو حنیفہ کی فقاہت اور ذہانت کے بارے میں کہا تھا۔

اگر امام ابو حنیفہؒ مسجد کے ان ستونوں کو سونے کا ثابت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

امام احمد نے امام شافعیؒ کے بارے میں فرمایا:

امام شافعی دنیا کے لئے مثل آفتاب اور لوگوں کے لئے سایہ عافیت تھے۔

امام ابو حنیفہؒ نے امام مالک کے بارے میں

(باقی صفحہ 9 پر)

پڑوسیوں کے حقوق کی رعایت کیجئے

تحریر: علامہ حجازی ابراہیم ——— ترجمہ: محمد اسامہ کاندھلوی

"اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں بہت تاکید کی گئی ہے اور ایسی تعلیم دی گئی ہے کہ دنیا کے دوسرے مذاہب ایسی تعلیم سے محروم ہیں۔ اسلام نے پڑوسیوں کی مکمل رعایت کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ ہر طرح نیکی اور بھلائی کا معاملہ کرنے کی تعلیم دی ہے"۔ پڑوسیوں کے تمام حقوق کا خلاصہ اسی طور پر کیا جاسکتا ہے ۱ سلام کرنے میں پہل کریں ۲ اس کے ساتھ گفتگو طویل نہ کریں ۳ اس کے حالات کے بارے میں اتنا نہ پوچھیں کہ وہ تکلیف محسوس کرے ۴ بیماری میں اس کی عیادت کریں ۵ مصیبت میں اس کو تسلی دیں ۶ تکلیف کے وقت ساتھ دیں ۷ خوشی میں مبارکباد دیں ۸ اس کی خوشی میں شریک ہوں ۹ لغزشوں سے درگذر کریں، ۱۰ پوشیدہ باتیں معلوم کرنے کی کوشش نہ کریں اور اگر کوئی پوشیدہ بات معلوم ہو جائے تو اس کو مخفی رکھیں ۱۱ اس کی بیوی پر نظر نہ ڈالیں ۱۲ بچوں کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں ۱۳ دین و دنیا کے معاملات میں اگر کسی معاملہ سے ناواقف ہو تو آگاہ کردیں۔

اور ان حقوق میں اس کا بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ برابری کا سلوک کریں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن اپنے پڑوسی کے بغیر آسودہ نہیں ہوتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص مومن نہیں جو آسودہ ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو، حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا دروازہ اپنے اہل وعیال اور مال پر خوف کھاتے ہوئے اپنے پڑوسی پر بند کرلے وہ مومن نہیں ہے اور وہ شخص بھی مومن نہیں جس کے شر سے اس کا پڑوسی مامون نہ ہو، کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کے کیا حقوق ہیں؟

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب وہ تم سے مدد مانگے تو تم اس کی مدد کرو، اور جب وہ قرض مانگے تو قرض دو، جب وہ تنگ دست ہو تو اس کے کام آؤ اور جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو، اور جب اس کو کوئی خوشی نصیب ہو تو مبارکباد دو اور جب کوئی مصیبت پہونچے تو تسلی دو اور جب وہ انتقال کرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔ اور اس کی اجازت کے بغیر اپنی دیوار کو اس کی دیوار سے اونچا نہ کرو کہ اس سے اس کی ہوا رک جائے گی، اگر اس کو دینے کا ارادہ نہ ہو تو اپنی ہانڈی کی خوشبو سے اسے تکلیف نہ پہونچاؤ، اگر تم کوئی میوہ خرید کر لاؤ تو ہدیہ میں پیش کرو اور اگر ایسا نہ کرو تو خاموشی سے چھپا کر لے جاؤ۔ اور تمہارا بچہ اس کو لے کر باہر نہ نکلے کہ کہیں اسے دیکھ کر پڑوسی کے بچہ کا دل نہ دکھ جائے۔

پڑوسی کے حقوق کی رعایت نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے

جب کوئی گناہ بڑا ہوتا ہے تو اس کی سزا بھی سخت ہوتی ہے اور پڑوسی کے حقوق سے اس گناہ کی شدت اور اس کی سزا کی سنگینی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے فرمایا: میں نے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرو جبکہ اسی اللہ نے تم کو پیدا کیا، میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے لڑکے کو اس خوف سے قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔

لفظ زنا بہت وسعت رکھتا ہے اس میں رضامندی، عدم رضامندی شوہر کے خلاف اکسانا، ناجائز حرکت پر آمادہ کرنا یہ سب شامل ہیں۔ یہ انتہائی فحش کام ہیں اور پڑوسی کی بیوی کے ساتھ اس جرم کی قباحت اور شدت کا کوئی ٹھکانہ نہیں اس لیے کہ پڑوسی کو اپنے پڑوسی سے یہی

توقع ہوتی ہے کہ وہ اس کا دفاع کرے گا اس کے گھر کی آبرو پر کوئی آنچ نہ آنے دے۔ اس کے شر سے پوری طرح محفوظ رہے پڑوسی سے اس کو اطمینانِ قلب حاصل ہو کیونکہ پڑوسی کے حسن سلوک کی اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تاکید فرمائی ہے اور یہ اس کے بجائے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ نازیبا حرکت کرے اور اس کو شوہر کے خلاف بھڑکائے۔ اور دونوں میں نااتفاقی پیدا کرے (اس لیے کہ پڑوس میں ہونے کی وجہ سے اس کے لیے کوئی شکل ایسی نکل سکتی ہے جو دوسرے کے لیے ممکن نہیں) تو اس کی قباحت و شناعت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

پڑوسی کا حق:

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی اپنے پڑوسی کے گھر یا زمین کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے جبکہ اس کا راستہ ایک ہو۔

نیک پڑوسی:

نیک پڑوسی دنیا میں سعادت اور آخرت میں شفاعت کا سبب ہے۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے اچھا ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے لیے سب سے بہتر ہو۔ اور سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لیے سب سے بہتر ہو۔

حضرت کلثوم خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! جب میں کوئی اچھا کام کروں تو مجھ کو کیسے معلوم ہو کہ میں نے اچھا کام کیا ہے۔ اور جب کوئی برا کام کروں تو کیسے معلوم ہو کہ میں نے برا کام کیا ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارا پڑوسی کہے کہ تم نے اچھا کام کیا ہے تو سمجھ لو کہ تم نے اچھا کام کیا ہے۔ اور جب وہ کہے کہ تم نے برا کام کیا ہے تو جان لو کہ تم نے برا کام کیا ہے۔

برا پڑوسی:

برا پڑوسی گھر کے لیے باعث مصیبت ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: چار چیزیں خوش بختی کی علامت ہیں ۱ نیک عورت ۲ کشادہ مکان، ۳ نیک پڑوسی ۴ آرام دہ سواری، اور چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں ۱ بری عورت ۲ تنگ مکان ۳ برا پڑوسی ۴ بے آرام سواری

حضرت فضالہ بنت عبید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں مصیبت کی ہیں ۱ وہ بادشاہ کہ جب تم اچھا کام کرو تو شکر ادا نہ کرے، اور تم برا کام کرو تو معاف نہ کرے ۲ ایسا برا پڑوسی جب وہ اچھی چیز دیکھے تو چھپالے، اور جب بری چیز دیکھے تو عام کردے ۳ ایسی عورت کہ جب تم موجود ہو تو تکلیف پہونچائے اور جب تم غائب ہو تو تمہارے ساتھ خیانت کرے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

کی سرپرستی میں

مجلس محادث ونشریات ندوۃ العلماء کا سہ ماہی

انگریزی مجلہ

"فریگرینس آف ایسٹ"

The Fragrance of East

الحمدللہ پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔

اہل قلم حضرات سے تعاون کی اپیل ہے۔ اپنے مضامین ایڈیٹر فریگرینس کو بھیجنے کی زحمت فرمائیں اور اس مجلہ کو زیادہ سے زیادہ اہل علم حضرات تک پہونچانے میں تعاون فرمائیں

زر سالانہ مبلغ ۱۵۵/- مندرجہ ذیل پتے پر بھیجیں

پتہ:- دی فریگرینس آف ایسٹ، دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷

بنگلور میں رابطہ ادب اسلامی کے

سولہویں سیمنار کی رپورٹ

• آفتاب عالم ندوی

عالمی رابطۂ ادب اسلامی کا سولہواں سیمنار ریاست کرناٹک کے خوبصورت شہر بنگلور میں ۲۶ ر ۲۷، ۲۸ فروری ۱۹۹۹ء کو مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم کی صدارت میں "ادب اسلامی میں قصہ نگاری" کے موضوع پر ریاست کرناٹک کے امیر شریعت اور دار العلوم سبیل الرشاد کے مہتمم جناب مفتی اشرف علی صاحب باقوی، ممتاز عالم دین اور روشن دماغ داعی جناب مولانا سید شاہ مصطفیٰ صاحب، رفاعی قادری، شہر کے مؤقر تعلیمی، سماجی اور رفاہی مسلم اداروں فنظیموں اور وہاں کی سربرآوردہ شخصیتوں کی میزبانی میں، منعقد ہوا۔

رابطۂ ادب اسلامی دراصل ادب و اخلاق کے حسین امتزاج کی ایک بین الاقوامی تحریک کا نام ہے، اس کا قیام ۱۹۸۵ء میں ادب اسلامی کے نقیب اور رابطہ کے عالی و فارصد مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کی تحریک و کوشش کے نتیجہ میں عمل میں آیا تھا، اس کا مقصد خدا بیزار ادب و اخلاق سے عاری ادب کی جگہ سیرت و اخلاق کو سنوارنے معاشرہ کو تعمیری رخ دینے، فکر و نظر کو پاکیزگی عطا کرنے اور ذہن و دماغ کو سکون بخشنے والے ادب کی ترویج و اشاعت کے ساتھ باطل اور اعلیٰ انسانی اقدار کو پامال کرنے والی ادبی تحریکوں کا باوقار انداز میں مقابلہ کرنا، ان کے خطرناک منصوبوں اور ناپاک سازشوں سے دنیا کو آگاہ کرنا ہے۔

اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے رابطہ متعدد ذرائع اختیار کر رہا ہے، ان میں سے ایک مؤثر ذریعہ ادبی اجتماعات اور سیمنار کا انعقاد کرنا ہے۔

اس سے پہلے صرف مشرقی ممالک کے مرکزی دفتر واقع ندوۃ العلماء کے زیر انتظام ہندوستان میں لکھنؤ، جے پور، اورنگ آباد، حیدرآباد، بنارس بھوپال، اعظم گڈھ اور پٹنہ جیسے مرکزی شہروں میں اہم موضوعات پر عظیم الشان سیمنار منعقد ہو چکے ہیں، اسی دفتر نے پاکستان، بنگلہ دیش، ملیشیا اور تھائلینڈ میں بھی سیمنار کرائے۔

سولہویں سیمنار کے لئے اگرچہ متعدد جگہوں سے پیشکش آئی تھی، لیکن ہندوستان کی جنگ آزادی کے سرخیل سلطان ٹیپو شہیدؒ کی سرزمین کی دعوت کو بہر حال ترجیح ملنی تھی، سو اسے ملی۔

افتتاحی اجلاس :

۲۶ فروری ۱۹۹۹ء بروز جمعہ صبح دس بجے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کی صدارت میں قاری سید خالد صاحب کے تلاوت کلام پاک سے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔

تلاوت کے بعد جناب عبد السلام صاحب نے علامہ اقبالؒ کی مشہور نظم ؎

اے اہل نظر، ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

کو اپنی پُرسوز آواز میں پیش کر کے ایک سماں باندھ دیا۔

اس کے بعد مجلس استقبالیہ کے صدر جناب مفتی اشرف علی صاحب باقوی امیر شریعت ریاست کرناٹک نے اپنی استقبالیہ تقریر میں سیمنار میں تشریف لانے والے تمام مہمانوں کا پرجوش خیر مقدم کیا، آپ نے بنگلور اور یہاں کے اہم تعلیمی اور سماجی اداروں کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! ریاست کرناٹک حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ سے خاص نسبت رکھتی ہے جنہوں نے ملک کی آزادی کے لئے اپنی جان بھی قربان کر دی تھی، کرناٹک کے باشندے آج بھی وہی جوصلہ رکھتے ہیں، شہر بنگلور کی تعریف کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا: یہاں کی فضا، ہوا اور موسمی اعتدال کی وجہ سے ملک کے اندر بنگلور کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے، اس کو شہر گلستاں کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، یہاں کے لوگوں میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو کسی دینی کام کی انجام دہی کے لئے ضروری ہیں، مفتی صاحب نے بنگلور کے بعض اہم اداروں کا ذکر کرتے ہوئے کہا "الامین" تحریک کے زیر انتظام ریاست اور ریاست سے باہر متعدد عصری علوم و فنون کے کامیاب ادارے چل رہے ہیں۔

مفتی صاحب کی اس استقبالیہ تقریر کے بعد عالمی رابطہ کے جنرل سکریٹری جناب مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء کو رابطہ کی سالانہ رپورٹ پیش کرنے کی دعوت

دی گئی۔ آپ نے رابطہ کی سال بھر کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا! ادب کوئی ایسا فن نہیں ہے جسے اسلام بری نظر سے دیکھتا ہو، ادب میں طاقت بھی ہے، لطف بھی، اور اثر بھی، ادب سے ذہنوں کو آسودگی اور دلوں کو سکون ملتا ہے انھوں نے کہا کہ ۱۹۸۱ء میں لکھنؤ کے ایک اجتماع میں عالمی رابطۂ ادب اسلامی کے قیام کا خاکہ تیار ہوا تھا، ۱۹۸۵ء میں باقاعدہ ایک عالمی سطح کے ادارہ عالمی رابطۂ ادب اسلامی کی تشکیل کے لئے دوبارہ کانفرنس منعقد کی گئی جس میں رابطۂ ادب اسلامی کی تشکیل کے لئے دوبارہ کانفرنس منعقد کی گئی جس میں رابطۂ ادب اسلامی کی عالمی انجمن کی تشکیل کا اعلان ہوا، انھوں نے بتایا کہ دس ممالک میں اس کے ذیلی مراکز قائم ہو چکے ہیں، اس ادارہ کے زیر اہتمام پابندی کے ساتھ اردو میں "کاروان ادب" کے نام سے اور عربی میں "الادب الاسلامی" کے نام سے سہ ماہی مجلے نکل رہے ہیں، مولانا نے کہا کہ صدر رابطہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی سرپرستی میں اس ادارہ نے اب تک کافی ترقی کی ہے، انھوں نے کہا کہ اس ادارہ کا پچھلا پندرہواں سیمنار ماہ جون ۱۹۹۸ء میں پونہ میں منعقد ہوا تھا ایک سال کے عرصہ سے پہلے ہی یہاں بنگلور میں سولہواں سیمنار منعقد ہوا ہے۔

ملیشیائی وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے جناب سید یوسف نعمت صاحب نے کہا: اللہ تعالیٰ شیخ ابوالحسن علی حسنی ندوی کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک بیش بہا نعمت بنا کر بہت دنوں تک باقی رکھے، ملیشیا میں قائم رابطۂ ادب اسلامی کے مرکز کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ بارہ سال قبل ۱۹۸۶ء میں یہ ادارہ قائم ہوا تھا، اس کے ذریعہ ہمارے ملک کے علماء اور ادباء کا رابطہ ہندوستان کے ادباء اور اہل قلم سے استوار ہوا۔

صدارتی کلمات

اخیر میں صدر اجلاس حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے صدارتی خطاب ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ادب کی بڑی خاصیت اور قوت یہ ہے کہ وہ رجحانات و خیالات، عمل، طرز فکر، اخلاق اور انقلاب کے محرکات پیدا کرتا ہے، اس لئے وہ بہت مفید بھی ہو سکتا ہے اور بہت مضر بھی، وہ ایک بڑی تعمیری طاقت بھی ہے اور تخریبی بھی، اس لئے اس کو کسی حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، ادب کا میدان بہت وسیع ہے، اس کے دائرہ میں پوری زندگی آجاتی ہے، اندرونی بھی اور ظاہری بھی، ادب آسمانی کتابوں کا جزء ہے، ادب میں دل کی تڑپ، انسان کے تجربے، واقعات، ردعمل، حوادث، تعلقات یہ سب ادب میں موجود ہے، سیمنار کے موضوع کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا قرآن مجید نے قصوں کو بھی جگہ دی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات قصوں ہی پر مبنی ہیں، ادب اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے صدر محترم نے فرمایا! بہت دنوں تک ادب اسلامی کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے، انھوں نے بتایا کہ عربی میں ادب کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے، انھوں نے کہا ادب کو دین کا ایک معاون سمجھنا چاہئے، بچوں کے لئے ادب کی اہمیت و ضرورت کو واضح کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا: بچوں کو ان کی عمر کے مطابق قصوں میں بڑے بڑے واقعات کو پیش کیا جائے تو ان کا دماغ بآسانی قبول کرے گا۔

آپ نے سلطان ٹیپو شہیدؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا، ہندوستان پر سب سے بڑا احسان اگر کسی کا ہے تو وہ حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کا ہے، ملک کی آزادی میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے، کسی کو خیال ہی نہیں تھا کہ انگریز ہندوستان کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں، عالمی رابطہ ادب اسلامی کی خدمات کو سراہتے ہوئے مولانا نے امید ظاہر کی کہ اس ادارہ کے ذریعہ ملت اسلامیہ میں ایک طاقت اور دلکشی پیدا ہوگی، کیونکہ ادب سے بڑے بڑے تعمیری کام لئے جا سکتے ہیں، جیسا کہ ماضی میں بڑے بڑے مصلحین و مجددین امت کا کردار رہا ہے۔

دو کتابوں کی رسم اجراء

اس نشست میں دو اہم کتابوں "نادر مکتوبات شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ" اور "مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اکابر و مشاہیر امت کی نظر میں" کی رسم اجرا بھی عمل میں آئی، اول الذکر کا اردو میں ترجمہ اور تشریح کا کام بزرگ عالم دین اور محقق اہل قلم جناب مولانا نسیم احمد صاحب فریدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے انجام دیا تھا لیکن افسوس کہ ان کی زندگی میں یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی، اب مشہور محقق و ادیب جناب نثار احمد صاحب فاروقی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اکیڈمی پھلت کے بانی جناب مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی کی مشترکہ کوششوں سے خطوط کا یہ قیمتی مجموعہ منظر عام پر آیا ہے۔

"مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اکابر و مشاہیر امت کی نظر میں" کو مولانا مشاد علی قاسمی نے بڑی عقیدت اور لگن سے مرتب کیا ہے، نادر مکتوبات کا تعارف جناب پروفیسر نثار احمد صاحب فاروقی نے اور دوسری کتاب کا تعارف ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب نے پیش کیا، مشاد علی صاحب قاسمی نے کتاب کی تالیف کے عوامل و محرکات

پر روشنی ڈالی۔

مندوبین کی نمائندگی کرتے ہوئے جناب سلیمان ابراہیم سیٹھ سابق ایم۔ پی اور جناب مولانا عبداللہ صاحب انعیشی ناظم جامعہ اسلامیہ شکراحسینیہ میرٹھ نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

جناب مولانا سید شاہ مصطفیٰ رفاعی صاحب ندوی نے تمام حاضرین، مندوبین اور رابطہ کے ذمہ داروں خصوصاً محترم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اور رابطہ کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کا شکریہ ادا کیا نظامت کے فرائض پروفیسر رضاء الحسن صاحب ندوی نے انجام دیئے۔

مقالات کی نشستیں

مقالات کی کل چھ نشستیں ہوئیں جن میں چالیس مقالے عربی، اردو اور انگلش میں پڑھے گئے، مقالات کی پہلی نشست ۲۶ر فروری ۱۹۹۹ء کو ۷ بجے شام تا ۹ بجے شام پروفیسر سید محمد اجتباء صاحب ندوی کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر قدرت اللہ صاحب باقوی نے "قرآنی قصوں کے ادبی محاسن" پر، ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی صدر شعبۂ اردو انجمن کالج بھٹکل نے "اردو مسیں اسلامی افسانہ نگاری" پر، مولانا صدرالحسن صاحب ندوی اورنگ آباد نے "قصہ نگاری کے خط و خال اسلامی تناظر میں" پر، ڈاکٹر عبدالمجید خاں لکچرر اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڈھ نے "نسیم حجازی کی ناول نگاری اسلامی تناظر میں" پر، اور مولانا ابوالبیان حماد دارالسلام عربک کالج عمر آباد نے مقالات پیش کئے نظامت کے فرائض ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی نے انجام دیئے

دوسری نشست

مقالات کی دوسری نشست ۲۷ر فروری ۱۹۹۹ء کو بروز سنیچر صبح ۹ بجے تا ۱۱ بجے دن ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی سابق استاذ جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں مولانا محمد جعفر حسین صدیقی باقوی گھوگھ نے "اسلامی ادب میں قصہ نگاری" پر، جناب محمد ہباء الدین حیدرآباد نے "وعظ و نصیحت کی حکایتیں" پر، ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی نے "داستانوں میں اسلامی عناصر" پر، جناب شیخ عبداللہ صاحب نے "الف لیلہ و لیلیٰ پر انگریزی میں، ڈاکٹر سید احتشام احمد ندوی کالی کٹ نے "باغ و بہار میں اسلامی عناصر کی جلوہ گری" پر، جناب عارف عزیز مدیر روزنامہ "ندیم" بھوپال نے "قصہ نگاری کا ارتقاء سماجی پس منظر میں" پر، اور مولانا سراج الدین ندوی مدیر "اچھا ساتھی" بجنور نے "اسلامی قصہ نگاری رجحانات و مسائل" پر مقالات پیش کئے، اس نشست کی نظامت کے فرائض ڈاکٹر محسن عثمانی نے انجام دیئے۔

تیسری نشست

تیسری نشست ۲۷ر فروری ۱۹۹۹ء کو بہ ۱۱ تا ۱ بجے دن روزنامہ "سالار" بنگلور کے مدیر اعلیٰ جناب میر مسعود علی خاں کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی (العین یونیورسٹی) نے "حدیث نبوی میں وارد ہونے والے قصے" کے موضوع پر تقریر کی، ڈاکٹر محمد صبغت اللہ بنگلور نے "اسلامی ادب میں ناول نگاری" پر، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی عمید کلیۃ اللغۃ العربیۃ ندوۃ العلماء نے "حدیث شریف کے قصے اور ان کا ادب" پر، پروفیسر عبدالوہاب اورنگ آباد نے "قصہ نگاری سماجی پس منظر میں" پر، مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری نے "قصہ نبوی حدود و امتیازات" پر، مولانا محمد شعیب اللہ خاں مفتاحی بنگلور نے "قرآن کریم کے قصے" پر مقالات پڑھے نظامت کے فرائض ڈاکٹر محمد عارف جمید خاں بھوپال نے انجام دیئے، اس نشست میں سابق مرکزی وزیر جناب سی کے جعفر شریف نے بھی شرکت کی۔

چوتھی نشست

مقالات کی چوتھی نشست ۲۷ر فروری ۱۹۹۹ء کو بعد نماز مغرب جناب مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر محمد صلاح الدین صاحب عمری مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، جناب پروفیسر کفیل احمد قاسمی، ڈاکٹر یحییٰ نشاط، ڈاکٹر اقبال حسین سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انگلش اینڈ لینگویجز حیدرآباد، ڈاکٹر راہی فدائی حیدرآباد، مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری اور مولانا عبدالرشید صاحب اورنگ آباد نے مندرجہ ذیل موضوعات پر علی الترتیب مقالات پڑھے:

"نجیب کیلانی کی عمالقۃ الشمال کا تجزیاتی مطالعہ" ابراہیم عاصی ایک ممتاز اسلامی قصہ نگار" اردو میں تمیم داری کا قصہ، ناول میں کردار نگاری، مثنوی گلزار شاکر، نبوی قصوں میں خواتین کا کردار، قرآنی قصے۔

اس نشست کی نظامت جناب مولانا صدرالحسن صاحب ندوی نے کی۔

پانچویں نشست

۲۸ر فروری ۱۹۹۹ء کی صبح مقالات کی پانچویں نشست جناب پروفیسر نثار احمد صاحب فاروقی کی صدارت میں منعقد ہوئی اس نشست میں جن اہل قلم نے اپنی نگارشات پیش کیں ان کے نام حسب ذیل ہیں:

ڈاکٹر عبید اللہ فہد ریڈر اسلامک اسٹڈیز

مسلم یونیورسٹی علی گڈھ (قرآنی قصہ نگاری اور مستشرقین) پروفیسر یٰسین مظہر صاحب صدیقی (قرآن مجید کے قصے۔ اصول و منہاج) ڈاکٹر محسن عثمانی، دہلی یونیورسٹی (قصہ نگاری کا فن غیرت فروش فنکاروں کے ہاتھ میں)، ڈاکٹر راشد نسیم حیدرآباد (قرآن مجید کی قصہ نگاری کے چند پہلو)، مفتی انعام الحق صاحب قاسمی (ادب اسلامی میں قصہ نگاری کا مقام، وجوہات، مقاصد، اصول و ضابطے)۔

اس نشست کی نظامت کے فرائض جناب مولانا محمود الازہار صاحب ندوی نے انجام دیئے۔

چھٹی نشست

یہ آخری نشست عربی مقالات کے لئے مخصوص تھی، جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم اور رابطہ ادب اسلامی کے جنرل سکریٹری جناب مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کا مقالہ قرآن کریم اور انجیل میں قصۂ یوسف کا تقابلی مطالعہ" جناب مولانا سید واضح رشید صاحب ندوی ایڈیٹر "الرائد" جناب احمد فہمی زمزم ملیشیا، اور پروفیسر محمد اجتباء صاحب ندوی کے عربی میں مقالے پیش کئے گئے۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس سالار قافلہ متکلم اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔

تلاوت کلام پاک کے بعد رابطہ کے سکریٹری جناب مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی مدظلہ کا تمہیدی خطاب ہوا، جبکہ جناب انیس چشتی صاحب نے تجاویز پڑھ کر سنائیں، مندوبین کی نمائندگی کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر ظفر احمد صاحب صدیقی اور جناب ڈاکٹر عبیداللہ فہد صاحب نے اپنی تاثراتی تقریر میں میزبانوں کا شکریہ ادا کیا۔

اس اجلاس کو جناب قاضی مجاہدالاسلام صاحب قاسمی، سکریٹری جنرل آل انڈیا ملی کونسل نے بھی خطاب کیا، قاضی صاحب نے فرمایا ہمارا ہر کام رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہئے، رابطہ ادب اسلامی کی خدمات کو سراہتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا، یہ کارواں بہت بڑی خدمت انجام دے رہا ہے۔ انھوں نے ادب کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ادب کے ذریعہ نئی نسل میں ایک نیا شعور ابھارا جاسکتا ہے۔

یہ آخری نشست تھی، نور و نکہت کی یہ ساعتیں اب ختم ہونے والی تھیں، زادِ سفر کے لئے نکہت بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز کو یوں آواز دی گئی۔

کوئی دم میں اس گلستاں سے نکلنا ہے ہمیں
جادۂ منزل میں گرنا ہے سنبھلنا ہے ہمیں
درس الیسادے کہ آزردۂ منزل نہ ہو
فکر لاحاصل نہ ہو، اندیشۂ باطل نہ ہو

پیر دانا نے کہا! آج صدیوں کے بعد بھی عربی زبان اپنی حرارت، مزاج کی گہرائی اور تاثر کے ساتھ باقی ہے، انھوں نے بتایا کہ قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہزاروں سال بعد بھی اپنی اصلی شکل میں موجود ہے، ہر جگہ اور ہر ملک میں قرآن مجید ایک ہی طرز و طریقے پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم نے سیمنار کے لئے بہترین انتظام اور مندوبین اور مہمانوں کے لئے بہترین میزبانی کرنے پر سبیل الرشاد کے ذمہ داروں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان کے لئے دعا فرمائی۔

سیمنار کی تمام کارروائیوں کی نگرانی اور خوش اسلوبی سے ان کی انجام دہی کے لئے ایک کمیٹی بنادی گئی تھی اسی کمیٹی نے تجاویز بھی مرتب کیں، جو اختتامی اجلاس میں باتفاق رائے منظور کی گئیں۔

تجاویز:

۱۔ عالمی رابطہ ادب اسلامی کا یہ اجلاس رابطہ کے عالمی صدر مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کا شکر گذار ہے کہ حضرت محترم نے اپنی گوناگوں مصروفیات اور پیرانہ سالی کے باوجود سیمنار میں شرکت فرمائی اور اجلاس کو رونق بخشی، اور اپنے گرانقدر مشوروں اور خطابات سے شرکاء کی رہنمائی فرمائی، یہ اجلاس اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ حضرت مولانا کو اپنے کرم خاص سے صحت و درازیٔ عمر عطا فرمائے، اور تادیر ہمیں ان کی سرپرستی و رہنمائی سے فیضیاب رکھے۔

۲۔ غیر اسلامی ادب جس آب و تاب اور زبان و اسلوب اور جدید لہجے کے ساتھ منظر عام پر آرہا ہے اس کے مقابلہ میں اسلامی ادب نہیں کے برابر ہے، قصہ، ناول اور کہانی ادب کی سب سے زیادہ طاقتور اور مقبول اصناف ہیں، ہم اس تجویز کے ذریعہ اہل قلم کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہیں کہ وہ افسانہ اور کہانی کی تخلیق کاری کی طرف توجہ دیں اور "کاروان ادب" ان میں سے جن کی گنجائش ہو ان کی اشاعت کی ذمہ داری قبول کرے۔

۳۔ اس پوری صدی میں متعدد ادبی تحریکیں اٹھتی رہی ہیں، جن کے نتیجہ میں مستقل ادب وجود میں آیا ہے، جس کے مختلف پہلوؤں میں اسلامی اور انسانی نقطۂ نظر سے فرق ہے، ہمیں اس پورے ادبی سرمایہ کا جائزہ لینا چاہئے اور اس میں سے ان شہ پاروں اور ادیبوں کو منتخب کرنا چاہئے جو امت مسلمہ کی قدروں سے ہم آہنگ ہیں، رابطہ ادب اسلامی ایک مستقل منصوبے کے طور پر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے اور اس طرح

اچھے اور صحت مند ادب کو منظر عام پر لائے، اور تخلیقی اور تخلیقی ہر دو سطح پر اس ادب کا مطالعہ کیا جائے۔

۴۔ بعض طلبہ اور نوجوانوں میں عمدہ ادبی صلاحیت ہوتی ہے، ان کے اس پہلو کو ابھارنے کے لئے WORK SHOP منعقد کئے جائیں تاکہ نوجوانوں میں مستقبل کے ادیبوں کو ہم تلاش کر سکیں۔

۵۔ ادب کے بعض اسالیب اور اصناف ان دنوں ناپید ہوتے جارہے ہیں، خلاء رپورتاژ، ڈرامہ، افسانہ اور بطور خاص بچوں کا ادب، ان اقسام میں بچوں کے ادب کو اولیت دینے کی اشد ضرورت ہے، بچوں کے ادب کے تخلیق کاروں کو بطور خاص اس سلسلہ میں متوجہ کیا جائے، اور مختلف جہتوں پر ان کی ہمت افزائی کی جائے تاکہ بچوں کی ذہن سازی کی جاسکے اور ان میں اسلامی اقدار کو فروغ دیا جاسکے۔

۶۔ مندرجہ بالا تجویز کے پیش نظر یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ملک میں مختلف جگہوں پر تجویز کردہ ادبی اسٹڈی سرکلرز کو طاقتور بنایا جائے اور گاہے بہ گاہے ملاقاتوں اور دوروں کے ذریعہ ملک بھر کی فضا کو ادب اسلامی کی تخلیق کاری کے لئے ہموار کیا جاسکے۔

۷۔ اسلامی رواداری، مساوات، انصاف پسندی، ہم آہنگی جیسے پہلو اسلامی تاریخ اور اسلامی معاشرہ سے اخذ کئے جائیں اور انھیں مختلف اسالیب ادب کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ اردو بلکہ ملک کی دیگر زبانوں میں شائع کیا جائے تاکہ اسلام کے خلاف ان منصوبہ بند تحریکوں اور تحریروں کا سدباب کیا جاسکے جو رائے عامہ کو مسموم کر رہی ہیں۔

۸۔ مدارس اور عصری تعلیم گاہوں اور جامعات میں اسلامی اور تعمیری ادب کی تدریس کو شامل کیا کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں ضروری نصاب کی تشکیل کے لئے عالمی رابطہ ادب اسلامی اپنی خدمات پیش کرے۔

۹۔ یہ اجلاس دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور کے مہتمم اور امیر شریعت کرناٹک مولانا مفتی محمد اشرف علی باقوی دامت برکاتہم کا نہ دل سے شکر گذار ہے کہ انھوں نے شبانہ روز کی محنت سے اس اجلاس کو کامیاب بنایا اور اپنے ادارے، طلبہ و اساتذہ اور عمائدین شہر کا بھرپور تعاون حاصل کیا، اور مندوبین اور مہمانوں کے آرام کا پورا پورا خیال رکھا، اور مندوبین کو ہر طرح کی سہولت بہم پہونچائی۔ نیز یہ اجلاس شہر بنگلور کے تمام اخبارات اور صحافیوں کا بھی شکر گذار ہے جنھوں نے رابطہ کے پروگراموں کو اپنے صفحات پر نمایاں جگہ دی۔

پیام انسانیت کا اجلاس

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم بانی تحریک پیام انسانیت کی ذات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یکم مارچ ۱۹۹۹ء کو گرونانک بھون میں پیام انسانیت کا ایک اجلاس کا انعقاد کیا گیا جس میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی، آپ نے ملک میں امن و امان اور اعتماد کی فضا عام کرنے پر زور دیا، آپ نے فرمایا! جب تک ایک دوسرے پر اعتماد و یقین کی فضا عام نہیں ہوگی اس وقت تک یہ ملک نہ تو ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مثبت کام کیا جاسکتا ہے۔

جلسہ کو مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب اور جناب انیس چشتی صاحب نے بھی خطاب کیا۔

بمبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے

بمبئی کے قارئین تعمیر حیات حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003.
Tele. : Add Cupkette Tel. : 3762220/3728708
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسپیشل چائے حاصل کیجئے۔

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی، دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کیجاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے، لہٰذا ایسے صفحات پر یہ آیات درج ہوں انکو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

فرش کا مکیں عرش تک رسا

● رشید کوثر فاروقی

قریہ قریہ ہے کس کا تذکرہ، کون آگیا
بندۂ خدا، قائد ہدیٰ، کون آگیا
کہتے ہیں حرم پاک ہوگیا، کون آگیا
منعکم جو تھا متحد ہوا کس کے فیض سے
بے لباس تھے جس دیار میں طائف حرم
گنگ ناکساں بن گئے گساں پا گئے زباں
اب نہ وہ عرب، اب نہ وہ عجم، کل جہان ایک
کس کے آتے ہی فتنۂ زماں، خبث روزگار
جس کا منتظر عہد موسوی، عصر عیسوی
پھر بجھن پڑی، پھر ہری ہوئیں خشک کھیتیاں
گھنہ پوش ہیں نیم نوش ہیں اس کی بی بیاں
یہ علاج غم کس کی دین ہے، راہ دوست میں
آخر الرسل جس کا کارواں آخر الامم
جن کا پیشہ تھا کج روی وہی بن گئے امام
لے کے آگیا عالمی نظام آخری کتاب
ناز فقر پر، شوق صبر کا، شکر بھوک میں
توبہ روز و شب، گریہ در دعا، نالہ در سجود
قول کا دھنی، عزم آہنی جس کا امتیاز
بن کے رہ گیا تاج کسروی کوئے کودکاں
کائنات کی نبض مضمحل تھر تھرا اٹھی
وہ دلیل حق، صادق و امین، حجت تمام
سب ہیں خاکیاں خاکیاں کا ہے ایک خاندان
کوہ نور میں نور کی گنجائش کس کی جلوہ گاہ
کیوں فرشتگاں کیا نوید ہے کیا پیام ہے
کوئی اور تو کیا بتائے گا آپ کا مقام
آپ ہی کہیں ہاں محمد! کون آگیا

خانہ خانہ ہے کس کا غلغلہ، کون آگیا
فرش کا مکیں عرش تک رسا، کون آگیا
سنتے ہیں ہبل منہ کے بل گرا، کون آگیا
منتشر جو تھا منسلک ہوا، کون آگیا
سج کے جسم پر حلۂ حیا، کون آگیا
بے نواؤں کو ڈھونڈتا ہوا کون آگیا
فرق اٹھ گیا نسل و قوم کا، کون آگیا
تلملا اٹھا، جلبلا گیا، کون آگیا
جس کے خوش خبر تھے خود انبیاء، کون آگیا
جھوم جھوم کر پھر گھری گھٹا، کون آگیا
کل معاشرہ سر بسر وحوش قبا، کون آگیا
سب سے بڑھ کے ہے موت کا مزہ، کون آگیا
نقش جاوداں جس کا نقش پا، کون آگیا
کب سنی گئی ایسی کیمیا، کون آگیا
اور وہ اک بے پڑھا لکھا، کون آگیا
اک نئی زباں، اک نئی صدا، کون آگیا
خود بے گنہ خود وہ بے خطا، کون آگیا
رعب پر کشش جنتی کہربا، کون آگیا
تخت قیصری کاہ دو ہوا، کون آگیا
بن کے مجتبیٰ، ہو کے مصطفیٰ، کون آگیا
حشر و نشر تک ایک رہ نما، کون آگیا
کس نے خلق کو یہ سبق دیا، کون آگیا
کس سے سنجلی مطلع حرا، کون آگیا
پھر ذرا کہو، تم نے کیا کہا، کون آگیا

اعلان

ندوۃ العلماء میں اردو اور عربی سے انگریزی میں ترجمہ کرنے والے حضرات کے تعاون کی ضرورت ہے جس کے لیے مناسب اکرامیہ بھی دیا جائے گا۔

اس کار خیر میں جو حضرات مدد کر سکیں وہ براہ مہربانی مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں، تاکہ ان سے یہ تعاون لیا جاسکے۔

اڈیٹر تعمیر حیات
ندوۃ العلماء لکھنؤ

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہترین سائز:
NOTE BOOK
حرمین
اردو کاپی
ملنے کا پتہ:
مکتبہ الحرمین مسجد مرکز والی ڈاکٹر بی این ورما روڈ
امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرا کے رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ صبح ۱۰ بجے سے رات ۸ بجے تک
فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶

فون نمبر: ۲۵۵۰۸۴، قائم شدہ: سنہ ۱۹۴۴ء
ناگرہ ہاؤس
ہمارے یہاں ہر قسم کے پنجابی، جے پوری لکھنوی۔ سلیم شاہی۔ لیڈیز جینس ناگرے کولاپوری۔ اطلاعاً کی لیڈیز جینس چپلیں مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔
ایک بار خدمت کا موقع ضرور دیں۔
محبوب علی خاں۔ رضوان علی خاں
جوتا بازار۔ چوک لکھنؤ ۳

سوال و جواب

مطیع الرحمٰن عوف ندوی

س:- حلال جنگلی جانور کا شکار جو قانوناً ممنوع ہے۔ اگر غیر قانونی طریقہ سے شکار کیا جائے تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:- حلال جانور کا شکار درست ہے۔ موجودہ قانون کی خلاف ورزی کی وجہ سے گوشت حرام نہ ہوگا۔

س:- کیا مشین کے ذریعہ ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت حلال ہے؟

ج:- مشین کے ذریعہ ذبح کیا ہوا گوشت حلال نہیں ہے اس سے بچنا چاہیئے۔

س:- ہمارے ایک دوست جو زیادہ مالدار نہیں ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی قربانی کے چوتھے دن کریں گے اور قربانی کا گوشت استعمال کریں گے۔ کیا ان کا یہ عمل درست ہوگا؟

ج:- قربانی کا گوشت ایک تہائی صدقہ کرنا افضل ہے۔ ایک تہائی دوست واحباب کو دے اور باقی خود استعمال کرے۔ اگر کوئی سارے گوشت کو شادی بیاہ یا کسی دوسرے مصرف میں استعمال کرلے تو گنجائش ہے۔

س:- بعض لوگ قربانی کے گوشت کا اسٹاک کرلیتے ہیں۔ اور کئی کئی ماہ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ کیا اسٹاک کرنا درست ہوگا؟

ج:- قربانی کے گوشت کے اسٹاک کرنے کی گنجائش ہے۔

س:- میں صاحب نصاب ہوں لیکن کاروبار اس طرح کا ہے کہ پیسہ ہاتھ میں نہیں رکتا۔ آتا جاتا رہتا ہے۔ اور بہت کچھ قرض پر چلتا ہے۔ کیا کسی سے اُدھار لے کر قربانی کرنا جائز ہے؟

ج:- اُدھار لے کر قربانی کرنا جائز ہے۔

س:- مسجد کے اندر نابالغ بچوں کے نماز پڑھتے ہوئے ان کے آگے سے گذرنا کیسا ہے؟

ج:- آگے کی صفوں کو پُر کرنے یا کسی ضرورت کی وجہ سے گذرنے کی ضرورت پیش آجائے تو گذر سکتے ہیں۔ بلا ضرورت بچوں کے آگے سے نہیں گذرنا چاہیئے۔

س:- ایک حافظ صاحب کی زبان میں لکنت ہے۔ اور وہ امامت کرنے میں قرأت کے وقت بعض حروف کو دو مرتبہ ادا کرتے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں نماز صحیح ہوجائے گی؟

ج:- مذکورہ صورت میں نماز درست ہوجائے گی۔

س:- ایک شخص پر حج فرض تھا لیکن وہ کسی مجبوری یا غفلت کی بناء پر حج نہیں کرسکا۔ اور اس کا انتقال ہوگیا۔ اس نے حج بدل کی وصیت بھی نہیں کی تھی۔ اس شکل میں اگر اس کا حج بدل کرایا جائے تو کیا اس کے فرض کی ادائیگی ہوگی یا نفلی حج ہوگا؟

ج:- دریافت کردہ صورت میں حج فرض ادا نہ ہوگا۔ البتہ ثواب ملے گا۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کے ذریعہ اس کے اس گناہ کو معاف کردے۔

جدید فیشن اور اعلیٰ ڈیزائن اور کندن کے زیورات کا واحد مرکز

حاجی صفی اللہ اینڈ سنس جیولرس

قائم شدہ ۱۹۴۰ء

ممتاز ڈگری کالج کے پیچھے جوتے والی گلی، امین آباد لکھنؤ

برانچ:- نگینہ مارکیٹ، جو کشمیر بینک کے سامنے اکبری گیٹ لکھنؤ

فون امین آباد: 213736 رہائش فون: 260177

اکبری گیٹ: 260945 - - 251514 — 265536

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سعودی عرب کے وزیر صحت نے اپنے ایک اخباری بیان میں بتایا کہ اس سال عازمین حج کی خدمت کے لئے حکومت کی طرف سے ۱۷ اسپتال اور ایک سو ۷۵ ہیلتھ سینٹر قائم کئے گئے ہیں جنھیں جدید سہولتوں سے آراستہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور مملکت کے تمام ہوائی اڈوں، بندرگاہوں، بحری و بری راستوں سے آنے والے حجاج کے لئے چلتے پھرتے طبی شعبوں کی بھی قائم کیا گیا ہے۔

● بنگلہ دیش کے دار الحکومت ڈھاکہ میں ڈی-۸ کا دوسرا سربراہ اجلاس منعقد ہوا جس میں ترکی، ایران، مصر، نائجیریا، بنگلہ دیش ملیشیا پاکستان اور انڈونیشیا جیسے مسلم دنیا کے ترقی پذیر اور زیادہ آبادی والے مسلم ممالک شامل ہوئے، اس اجلاس کے اختتام پر جو ۲۳ نکاتی منشور جاری کیا گیا ہے اس میں رکن ممالک کے درمیان تجارت کے فروغ اور زراعت، آبپاشی ماحولیات اور توانائی کے شعبوں میں باہمی تعاون پر زور دیا گیا ہے نیز رکن ممالک کے مابین انجمن کرنسیوں میں تجارت کی تجویز بھی رکھی تاکہ ڈالر یا دیگر کرنسیوں پر مسلم دنیا کا انحصار کم ہوسکے واضح رہے کہ مسلم ممالک کے درمیان اقتصادی و تجارتی تعاون کو فروغ دینے کے لئے ڈی-۸ کا قیام ۱۹۹۷ء میں ترکی کے شہر استنبول میں عمل میں آیا تھا۔ ڈی-۸ کے قیام میں کلیدی رول اس وقت کے وزیر اعظم نجم الدین اربکان نے کیا تھا۔ ڈی ۸ میں شامل مسلم ممالک کی آبادی دنیا کی کل آبادی کا ۱۳٫۵ فیصد ہے جبکہ عالمی تجارت میں اس گروپ کی شرکت صرف ۴ فیصد ہے جبکہ گروپ کے پاس قدرتی وسائل کی کمی نہیں اس کے باوجود اقتصادی میدان میں ان کی پسماندگی سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تنظیم اور منصوبہ بندی کی کمی اس کا سبب ہے انشاء اللہ اس تنظیم کے ذریعہ ایک امید کی کرن نظر آرہی ہے۔

● کینیڈا کے ورلڈ اسلامک مشن نے ٹورنٹو کے وسط میں ۷۵ ملین کینیڈین ڈالر کے صرف سے ۱۱ ایکڑ زمین خریدی ہے جس پر عظیم الشان جامع مسجد مسلمان طلباء و طالبات کے لئے دینی درسگاہیں اور جدید طرز کے اسکول و کالج تعمیر کئے جائیں گے اس کا مقصد کینیڈا کے مسلمانوں کو ایسا ماحول فراہم کرنا ہے جس میں وہ اپنی اور آنے والی نسلوں کی حفاظت کرسکیں۔

● مصر کے اخبار "الاخبار" کے مطابق بغیر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نادر خطوط جلد انٹرنیٹ پر جاری کردیئے جائیں گے قاہرہ یونیورسٹی کے سائنسی مرکز نے اس سلسلہ میں ایک منصوبہ تیار کیا ہے اس پروجیکٹ کے ڈائرکٹر نے بتایا کہ حضور اکرم نے جن علاقوں کے بادشاہوں اور شہزادوں کو خطوط لکھے تھے اور جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہریں ہے ان خطوط میں انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی وہ شامل رہیں گے۔

دعائے مغفرت

اندور کے۔ بھائی ذکاء اللہ خاں صاحب (خادم حضرت مولانا علی میاں صاحب) کے ۵۰ سالہ فرزند سعد اللہ خاں کا طویل علالت کے بعد اپنے آبائی وطن اندور میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔

ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔

فون:- ۳۲۳۳۴۵

محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر

ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی

ایڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: سیرت حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ
مصنف: مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی
صفحات: ۳۱۳، سائز: ۱۸×۲۲/۸ خوبصورت ٹائٹل، عمدہ کاغذ، دیدہ زیب کتابت، قیمت ندارد
ملنے کا پتہ:- مکتب خانہ یحیوی محلہ مفتی، سہارنپور یوپی ۲۴۷۰۰۱

انسان کی اصلاح و ہدایت اور تعلیم و تربیت کا ایک اہم ذریعہ مصلحین کاملین اور بزرگوں کی زندگی کے کارناموں، ان کے تذکروں اور سوانحی کتابوں کا مطالعہ ہے۔ ان بزرگوں کے معمولات، ملفوظات اور تعلیمات و تصنیفات کے استفادہ سے روح کو تازگی اور ذہن کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔

زیر نظر کتاب میں عالم اسلام کے عظیم داعی اور بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس علیہ الرحمہ کے بڑے بھائی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا علیہ الرحمہ کے والد ماجد محدث جلیل حضرت مولانا محمد یحییٰ علیہ الرحمہ کی پوری زندگی کے کارناموں کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ سلیس اور آسان زبان میں کیا گیا ہے۔

مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی مدظلہٗ کتاب کے بارے میں اپنے گرانقدر تاثرات میں لکھتے ہیں کہ "مقام شکر ہے کہ یہ سعادت عزیز محترم مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی کے حصہ میں آئی جنھوں نے بزرگوں کے نقش قدم پر انہی کے طرز نگارش میں یہ کتاب مرتب کی۔ حضرت کاندھلوی قدس سرہٗ جن کی یہ سوانح حیات ہے۔ اپنے مجاہدات و عبادات، علم و فضل اور کمالات میں ایسا درجہ رکھتے تھے کہ آپ کی حیات مبارکہ ایک کرامت مسلسل تھی۔ اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں سے چند وہ کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جن کا شمار کیا جاتا ہے اور یہاں پوری زندگی عہد رضاعت سے لے کر لمحۂ وفات تک کرامت ہی کرامت ہے"

اس کتاب میں مولانا کاندھلویؒ کے خاندانی و آبائی بزرگوں، تعلیمی و تدریسی مرکزوں، درس و تدریس کے حلقوں، تحقیقی و تصنیفی کارناموں، دعوت و تبلیغ کے کاموں، ان کے معمولات و مجاہدات اور امتیاز و کمالات کا تذکرہ قدرے تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ کتاب کے شروع میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم کا قیمتی مقدمہ اور کتاب کے آخر میں مولانا کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی زندگی کا اجمالی خاکہ بھی شامل ہے جس سے کتاب کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔

خداوند قدوس کتاب کا افادۂ عام و تام فرمائے اور قارئین کو سعادت داریں سے نوازیں۔

نام کتاب: ریگ رواں کا مجلہ
نام شاعر: سعید الظفر وسیم
ترتیب و تدوین: اندر سروپ سری واستو
صفحات: ۱۷۸، سائز: ۱۸×۲۲/۸ جاذب نظر کتابت عمدہ کاغذ۔ قیمت ۷۵/- روپے۔
ملنے کا پتہ:- دانش محل، امین آباد پارک، لکھنؤ یوپی)

جناب سعید الظفر وسیم فتحپوری اپنی زندگی کو شعر و ادب کے نام وقف کر کے سچی اور اچھی شاعری کی راہ پر گامزن ہیں۔ ان کی شاعری تصنع، بناوٹ اور ظاہر داری سے پاک ہوتی ہے۔ ان کے یہاں موضوعات کے تنوع اور سادگی کے ساتھ ساتھ اظہار کے بے ساختہ پن میں بڑی کشش ہے جو دل کو چھوتی ہے اور فکر کو جلا بھی بخشتی ہے ؎

جسے لگن ہے ضرورت ہے، دیکھئے اس کو
نکالتا ہے سمندر سے وہ گہر کیسے

زیر نظر کتاب سعید الظفر وسیم فتحپوری اور ان کے مشہور و مقبول شعری مجموعہ کلام "ریگ رواں" پر ملک کے مشاہیر و مقتدر ادباء و شعراء و اہل قلم و اہل علم کی آراء اور تبصروں پر مبنی ہے۔ جو ۱۹۹۶ء میں ساہتیہ سبھا فتحپور سے شائع ہو چکی ہے۔

اس مجلہ کے توسط سے "ریگ رواں" کے شاعر کے متعلق مشاہیر اہل قلم اور مبصرین کی جامع اور متوازن آراء سے جو انہیں موصول ہوئیں دنیائے اہل علم و ادب کو روشناس کرانا مقصود ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ مجلہ محترم سعید الظفر فتح پوری کے کردار کے تعین اور استحکام میں معاون ثابت ہوگا۔

چند نمونے ملاحظہ فرمائیں ؎

مری زندگی ہے ورق ورق
تمہیں لگ رہی ہے کتاب سی

کوئی کیسے کرے شیرازہ بندی
بہت بکھرا ہوا انسان اب ہے

لاکھ شیرازہ بندی کی ہوگی
آدمی ہے بکھر گیا ہوگا

نام کتاب: اصلاح معاشرہ
مصنف: مولانا محمد امین پالن پوری
صفحات: ۱۴۳، سائز: ۲۲×۱۸/۸ قیمت ندارد
ملنے کا پتہ:- گجرات بکڈپو، محلہ قلعہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

انسانوں کی اجتماعی زندگی کا نام معاشرہ ہے اور اصلاح معاشرہ کا مطلب ہے انسانوں کی اجتماعی زندگی کو سنوارنا۔ اگر دنیا کے سارے انسان اپنی اصلاح کی فکر کر لیں تو دھیرے دھیرے پورا انسانی معاشرہ سنور سکتا ہے۔

زیر نظر کتاب "اصلاح معاشرہ" مولانا محمد امین پالنپوری نے اصلاح معاشرہ کے موضوع پر لکھ کر ایک لائق تحسین اور کارآمد خدمت انجام دی ہے اگر یہ کتاب ہندی زبان میں بھی شائع کر دی جائے تو بڑا اچھا ہوگا۔ موصوف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کی اصلاح اور کردار سازی کے لیے ایک ایسی مختصر اور جامع کتاب تیار کر دی ہے کہ ہر مسلمان آسانی کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

● معاشرہ کی اصلاح کیوں ضروری ہے ● اصلاح معاشرہ کے ذمہ دار ● فساد اور بگاڑ پیدا کرنے والی چیزیں اور ان کی اصلاح ● مال و دولت کا فتنہ ● عورت کا فتنہ ● شراب کا فتنہ ● سرود و موسیقی کا فتنہ ● ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا کا فتنہ اور ● اصلاح معاشرہ میں دینی تعلیم کا کردار، کتاب کے جلی عناوین ہیں۔

اگر مسلمان اسلامی تعلیمات کے اس حصہ کو پیش نظر رکھ کر زندگی گذاریں اور معاشرہ کی تعمیر کریں تو انشاء اللہ یقین کامل ہے کہ ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔ جو صحابہ کرامؓ کے معاشرہ کا نمونہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حق میں اس کتاب کو مفید اور نافع بنائے۔ اور مصنف کی اس معاشرتی جدوجہد کو قبول فرمائے۔ (آمین)

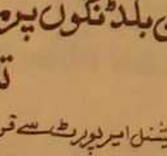

تعمیر حیات

نیسبا ایجنسی / حاجی ایم سلیم خاں صاحب
645 ٹکڈی روڈ صدر ناگپور سے
حاصل کریں۔

تمام ماڈلوں میں دستیاب:
mita Canon
Photocopy Machines
* High speed machine for large volume of work
* Zoom facility * Low copy cost
:- رابطہ قائم کریں :-
آر یو خان "فاسٹ پرنٹ شاپ" ۳۔ ودھان سبھا مارگ حضرت گنج لکھنؤ (یوپی)
فون: ۰۵۲۲-۲۲۰۳۷۳ Ph. 0522-220373
فیکس: ۰۵۲۲-۲۳۸۵۰۶ Fax : 0522-238506

TWIN CONSTRUCTIONS
BUILDERS & DEVELOPERS
اعلیٰ تعمیر۔ ہر فضا مقام
بہترین جائے وقوع
اعلیٰ معیاری ماحول اور اعلیٰ ذوق کے افراد کے لئے
تین بلڈنگوں پر مشتمل آفسوں اور دوکانوں کے لئے
تشریف لائیں
انٹرنیشنل ایرپورٹ سے قریب جدید طرز اور گلاس لفٹ گیرانمنٹ اور جدید انداز پر مشتمل ہے۔ تعمیری کام تیزی سے جاری ہے۔
آیئے
اور ٹوان کنسٹرکشن کمپنی کی پیش کش قبول کیجئے
Regd. Office :
Twin Complex Phase 1, Office No. 201, Opp. Marol Fire Brigade,
Marol Maroshi Road, Andheri (E), Bombay - 400 059.
Tel. Fax : 850 1151 - 850 9321 - 850 3227

مسلمانوں سے خطاب

قمر رام نگری

بنو دیندار دیں کے کام آؤ اے مسلمانو!
اٹھو سب اور مل کر تھام لو اللہ کی رسّی
تمہارے حال پر خود ہی خدا کو رحم آجائے
فروعی مسئلوں پر چھوڑ دو آپس میں تم لڑنا
مسلماں بن کے جینا ہے مسلماں رہ کے مرنا ہے
سبھی راہوں سے اپ منہ موڑ کر سمت سفر لو
کہیں اس کے سوا باقی سہارا ہی نہیں کوئی
رسولؐ اللہ کی سنت ہے بے شک اسوۂ حسنہ
گناہوں سے کرو توبہ سراپا خیر بن جاؤ
کرو ہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
صحابہؓ کے پڑھو حالات اور ایماں کرو تازہ
جو دشمن ہے ازل ہی سے تمہارا اس کو پہچانو
جو بچنا چاہتے ہو فکرِ دنیا خوفِ باطل سے
ڈرو اللہ سے اس کی پکڑ ہے نارِ دوزخ سے
یہ ہے ابلیس کا ایماں شکن آلہ یقیں جانو
خدا سے بس خدا سے ہو لگاؤ اے مسلمانو!
مٹاؤ تفرقے سارے مٹاؤ اے مسلمانو!
دعائیں مانگو رو رو گڑگڑاؤ اے مسلمانو!
بھلا پایا ہو تو ان کو بھول جاؤ اے مسلمانو!
عمل اس قول پر کرکے دکھاؤ اے مسلمانو!
فقط قرآن کو رہبر بناؤ اے مسلمانو!
خدا کے دامنِ رحمت میں آؤ اے مسلمانو!
اسے اپناؤ حرزِ جاں بناؤ اے مسلمانو!
سوئے جنت قدم اپنے بڑھاؤ اے مسلمانو!
خدا کو خوش کرو انجام پاؤ اے مسلمانو!
سنو اور سیرت نبویؐ سناؤ اے مسلمانو!
نہ تم شیطان کے دھوکے میں آؤ اے مسلمانو!
تو رب کی یاد کو دل میں بساؤ اے مسلمانو!
سنیما ہال میں بھی تم نہ جاؤ اے مسلمانو!
نہ اپنا وقت ٹی وی میں گنواؤ اے مسلمانو!
اے تم صورِ اسرافیل اور حق کی صدا سمجھو
قمر کی نظم لوگوں کو سناؤ اے مسلمانو!

حسنِ سلوک

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"خدا کی قسم وہ مؤمن نہ ہوگا، خدا کی قسم وہ مؤمن نہ ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون مؤمن نہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔"
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کو پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تاکید فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ "یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کس کے پاس تحفہ وغیرہ بھیجوں؟" آپ نے فرمایا جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو۔"

تعمیرِ حیات
اپنی نئی نسلوں کو عالمی حالات سے باخبر رکھنے کیلئے تعمیرِ حیات کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے

اعلیٰ معیاری، عمدہ اور لذیذ مٹھائی کی مشہور دکان
حرز سویٹس (بمبئی)
خاص طور پر صبح ناشتہ میں لذیذ حلوہ پوری اٹھا اور شام کو نمکین و میٹھے سموسے کے لیے تشریف لائیں
اس کے علاوہ مختلف قسم کی دیسی مٹھائیاں ہر وقت کفایتی داموں پر دستیاب ہیں۔
پتہ:-
اندریا اسٹریٹ چوکی محلہ نزد مستان تالاب
ناگپاڑہ بمبئی ۸

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان

شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
Fax: 009122-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

اَللّٰہُ اَکبَر

تحریر: شیخ علی طنطاوی ——— ● ترجمہ: عطاء الرحمن عبدالرؤف ندوی

میری خواہش ہے کہ محکمۂ اوقاف ایک حاضر القلب اور خوش الحان مؤذن مقرر کرے اور دمشق کے چاروں طرف ایسے لاؤڈ اسپیکر لگوائے جو اس اذان کو دور دور تک پہونچائے یہاں تک کہ شہر کا گوشہ گوشہ اس آواز سے بیک وقت گونج اٹھے اور اللہ اکبر کی صدا لوگوں کو مدہوش و سرمست کرے۔

اللہ اکبر ایک ایسا ترانہ ہے کہ اس جیسا ترانۂ آسمانی ڈاک نے زمین والوں تک نہیں پہونچایا۔ اور نہ ہی دنیا والوں نے اس جیسا ترانہ سُنا۔ اللہ اکبر سپاہی کا ترانہ بھی ہے۔ اور صوفیا کی روحانی غذا و شراب طہور بھی۔

اللہ اکبر حق کا وہ نعرۂ مستانہ ہے کہ جسکو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانباز و جاں نثار صحابہ نے ہر جگہ سنایا۔ خواہ وہ وادیوں کی گہرائیاں ہوں یا پہاڑوں کی بلند و بالا چوٹیاں یا ایسے بھیانک غار کہ جس میں جنات بھی داخل ہونے سے ڈرتے ہوں۔ لیکن وہ ان پرخطر جگہوں کو بھی نعرۂ تکبیر لگاتے ہوئے طے کر گئے حتیٰ کہ انھوں نے ان قلعوں کی فصیلوں پر بھی نعرہ لگایا جن کے اوپر چڑھنا دشوار تھا۔ لیکن اس نعرۂ مستانہ سے مدہوش مجاہدین ان فصیلوں پر چڑھ گئے۔ اور ان قلعوں کے دروازے کھول دیئے، اور وہاں بھی یہ نعرۂ مستانہ گونجنے لگا۔ الغرض یہ ترانہ ہمیشہ سرور و شوق اور فتح و نصرت کا ترانہ رہا ہے

اللہ اکبر یہ فضا میں اس وقت گونجتا ہے جبکہ رات کی خموشی چھائی ہوئی ہوتی ہے اور لوگ عبادت و ریاضت میں مشغول یا خواہشات کے خوابوں میں مست یا فسق و فجور کے دلدل میں پھنسے ہوئے غفلت کی گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں۔ دن کے اُجالے میں بھی اللہ اکبر کی یہ صدا گونجتی ہے جبکہ لوگ سیاست کی بازی گری اور تجارت کے جھمیلوں میں گھرے ہوئے یا حرص و طمع کے دھوکہ و فریب اور خواہشات کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔

اللہ اکبر تمام لوگوں پر ایسا اثر کرتا ہے جیسے آسمان سے برکات کا نزول ہو رہا ہو، اور وہ لوگوں کے قلوب میں اسی طرح اترتا و سماتا ہے۔ جیسے فضا میں روشنی، وہ غرور و گھمنڈ کا سر جھکاتا بلکہ اس پر چوٹیں لگاتا، خواہ وہ اقتدار کی کرسیاں ہوں یا مال و دولت کے ڈھیر، وہ خواہشات و لذات کے مواقع پر طاقتور کو یاد دلاتا ہے کہ وہ کمزوروں پر ظلم نہ کرے اور اس کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آئے اس لئے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

اللہ اکبر ان کو جنہیں ان کے نفس و شیطان نے دھوکہ دیا تو وہ معدہ اور سیم و زر کی عبادت میں گرفتار ہو گئے، اور یوم آخرت کو بھلا بیٹھے، یاد دلاتا ہے کہ ان کے جسم میں ایک روح ہے اور اس دنیا کے بعد آخرت ہے۔ اور اس کائنات کا ایک پروردگار ہے جو انسانوں کو مہلت اور ڈھیل تو دیتا ہے لیکن چھوڑتا نہیں ہے۔ اور اس کا کوئی کام بلاوجہ نہیں ہوتا۔ لوگ اس کو بھولے ہوئے ہیں لیکن وہ کسی پل نہیں بھولتا۔

اللہ اکبر انسان کو ہوشیار کرتا ہے کہ دنیا اس کے لئے ہمیشہ نہیں رہے گی اور یہ کہ موت ان کی گھات میں ہے جو جان لے کر رہے گی۔ کتنے بڑے بڑے لوگ اور ظالم و جابر پیوند خاک ہو گئے ہیں، جو بڑے طاقتور اور بڑے مالدار تھے۔ فوج و سپاہ والے تھے لیکن ان کے مال نے ان کو فائدہ نہ پہونچایا اور ان کی فوج و ہتھیار ان سے موت کو نہ روک سکی اور ان کے قلعے ان کو حضرت عزرائیلؑ کی آمد میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ اور وہ مٹی ہو گئے جیسا کہ مٹی سے پیدا کئے گئے تھے، پھر وہ قصۂ پارینہ بن کر رہ گئے۔ بلکہ ان میں سے اکثر کا نام و نشان مٹ گیا۔

اللہ اکبر انسانوں کو یاد دلاتا ہے کہ قیامت کے دن کائنات کے پروردگار کے سامنے ان کی پیشی ہوگی اس دن مال کام آئے گا نہ اولاد، اس دن نہ کوئی چھوٹا ہوگا نہ بڑا، نہ کوئی کمزور و کمتر ہوگا نہ کوئی صاحب جاہ و منصب، نہ کوئی مالدار ہوگا نہ کوئی محتاج۔ سب خدا کے نزدیک برابر ہوں گے اس دن پکارنے والا آواز لگائے گا: "آج کے دن تنکرانی کس کی ہے؟" تو جواب آئے گا صرف خدائے واحد کی۔ جو غالب و قہار ہے۔

لیکن لوگوں نے اس بڑی حقیقت کو بھلا رکھا ہے اور سمجھ رکھا ہے کہ ان کو اللہ نے نہیں پیدا کیا ہے اور زمان کو موت آئیگی وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا ہمیشہ باقی رہے گی، لوگو اس بڑی حقیقت سے لوگوں کو واقف کراؤ اور ہمیشہ اس کا تذکرہ کرتے رہو صبح و شام، رات و دن، تاکہ لوگ اس حقیقت کو جانیں، اس کی تصدیق کریں اور نصیحت حاصل کریں۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں، یہ سلسلہ سو برس کا پل کی خبر نہیں